قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 11 فروری 2022ء | 09 رجب 1443 ہجری قمری | 11 تبلیغ 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:36

ارشاد باری تعالیٰ

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ۬ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ ﴿۹۳﴾

(آل عمران:93)

ترجمہ۔تم ہرگز نیکی کو نہیں پا سکو گے۔ یہاں تک کہ تم ان چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو تو یقیناً اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک کھجور بھی پاک کمائی میں سے اللہ کی راہ میں دی اور اللہ پاک چیز کو ہی قبول فرماتا ہے تو اللہ اس کھجور کو دائیں ہاتھ سے قبول فرمائے گا اور اسے بڑھاتا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ پہاڑ جتنی ہو جائے گی۔ جیسے تم میں کوئی اپنے چھوٹے سے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے اور بڑا جانور بنا دیتا ہے۔

(ماخوذ از بخاری کتاب الزکوٰۃ باب لا یقبل اللہ صدقۃ من غلول)

حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک نہیں کرنا چاہئے، ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اس کو راہ حق میں خرچ کر دیا۔ دوسرے وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے حکمت دی جس کی مدد سے وہ لوگوں کے فیصلے کرتا اور لوگوں کو سکھاتا ہے۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب انفاق المال فی حقہ)

فرمان خلیفۂ وقت

’’جیسا کہ مَیں نے کہا جماعت میں بہت تعداد ہے جو دل کھول کر چندہ دینے والی ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتی ہے۔ لیکن ایسے بھی لوگ ہیں جو اچھی بھلی آمد ہوتی ہے تو حیلے بہانے تلاش کر رہے ہوتے ہیں۔ بہت سارے اپنے اخراجات شامل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ اصل آمد تو ہماری یہ ہے۔ اس پہ ہم چندہ دیں گے۔ یا اس کے مطابق ہم چندہ دیں گے۔ ہماری آمد کوئی نہیں، حالات بڑے خراب ہیں۔ تو ان کو بھی سوچنا چاہئے، ناشکری نہیں کرنی چاہئے۔ اس ناشکری کی وجہ سے جو اچھے بھلے حالات ٹھیک ہیں وہ خراب بھی ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ تو یہی کہتا ہے کہ میری راہ میں وہی مال خرچ کرو جو تمہیں زیادہ محبوب ہے۔ اپنی ضروریات کو پیچھے ڈالو اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔‘‘

(خطبہ جمعہ 5/ نومبر 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

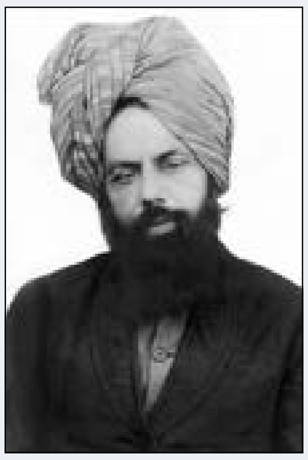

’’خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر، اپنی لذات چھوڑ کر، اپنی عزت چھوڑ کر، اپنا مال چھوڑ کر، اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے...... اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے۔ اور خدا تمہارے ساتھ ہو گا۔ اور وہ گھر بابرکت ہو گا جس میں تم رہتے ہو گے اور ان دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہو گی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں اور وہ شہر بابرکت ہو گا جہاں ایسا آدمی رہتا ہو گا‘‘

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 307-308)

آپؑ مزید فرماتے ہیں :

’’میرے پیارے دوستو! مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے خدائے تعالیٰ نے سچا جوش آپ لوگوں کی ہمدردی کے لئے بخشا ہے اور ایک سچی معرفت آپ صاحبوں کی زیادت ایمان و عرفان کے لئے مجھے عطا کی گئی ہے۔ اس معرفت کی آپ کو اور آپ کی ذریت کو نہایت ضرورت ہے۔ سو میں اس لئے مستعد کھڑا ہوں کہ آپ لوگ اپنے اموال طیبہ سے اپنے دینی مہمات کے لئے مدد دیں اور ہر یک شخص جہاں تک خدائے تعالیٰ نے اس کو وسعت و طاقت و مقدرت دی ہے اس راہ میں دریغ نہ کرے۔ اور اللہ اور رسول سے اپنے اموال کو مقدم نہ سمجھے اور پھر میں جہاں تک میرے امکان میں ہے تالیفات کے ذریعہ سے اُن علوم اور برکات کو ایشیا اور یورپ کے ملکوں میں پھیلاؤں جو خدا تعالیٰ کی پاک روح نے مجھے دی ہیں‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 516)

اس شمارہ میں

- مرے من کا دیا جاناں (منظوم)
- ربط ہے جانِ محمدؐ مری جاں کو مدام
- ارشاداتِ نور
- مطالعہ کتب

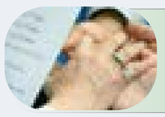

دربارِ خلافت

حضور نے فرمایا کہ کم از کم تین دن ٹھہرنا چاہیئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ جن کا بیعت کا سن 1898ء کا ہے، فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ آپ حامد علی کے ساتھ مہمان خانے میں جائیں اور ظہر کے وقت مَیں پھر ملاقات کروں گا۔ (جب یہ وہاں پہنچے تو ان کو یہ کہا گیا) کہتے ہیں مَیں مہمان خانے چلا گیا وہاں کھانا آیا، ذرا آرام کیا۔ظہر کی اذان ہوئی۔ مجھے پہلے ہی حامد علی صاحب نے فرمایا تھا کہ آپ پہلی صف میں جاکر بیٹھ جائیں۔ چنانچہ میں اُسی ہدایت کے ماتحت پہلی صف میں ہی قبل از وقت جا بیٹھا۔ حضور تشریف لائے، نماز پڑھی گئی۔ نماز کے بعد حضور میری طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ کب جانا چاہتے ہیں۔ مَیں نے کہا حضور! ایک دو روز ٹھہروں گا۔حضور نے فرمایا کہ کم از کم تین دن ٹھہرنا چاہیئے۔ دوسرے روز ظہر کے وقت میں نے بیعت کے لئے عرض کی۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ ابھی نہیں، کم از کم کچھ عرصہ یہاں ٹھہریں۔ ہمارے حالات سے آپ واقف ہوں۔ اس کے بعد بیعت کر لیں۔ مگر مجھے پہلی رات ہی مہمان خانے میں ایک رؤیا ہوئی جو یہ تھی۔ (اب یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس خواب کے ذریعہ سے رہنمائی ہو رہی ہے۔ یہ جو غیر احمدی کہتے ہیں ناں یا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بغیر سوچے سمجھے لوگ بیعت کر لیتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بھی بڑے آرام سے بیعت لے لیا کرتے تھے۔ آپ علیہ السلام تو ہر ایک کی حالت کے مطابق بیعت لیتے تھے جب تک یہ تسلی نہیں ہو جاتی تھی کہ اس شخص کی تسلی ہو گئی ہے۔ بہرحال کہتے ہیں میں نے ایک خواب دیکھی۔) مَیں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک نور نازل ہوا اور وہ میرے ایک کان سے داخل ہوا اور دوسرے کان سے تمام جسم سے ہو کر نکلتا ہے۔ اور آسمان کی طرف جاتا ہے۔ (یعنی یوں ہو کر نکل نہیں گیا بلکہ یہ داخل ہو کے سارے جسم میں سے گزرا پھر دوسری طرف سے نکل گیا اور پھر آسمان کی طرف چلا جاتا ہے) اور پھر ایک طرف سے آتا ہے اور اس میں کئی قسم کے رنگ ہیں۔ سبز ہے، سرخ ہے، نیلگوں ہے، اتنے ہیں کہ گنے نہیں جاسکتے۔قوسِ قزح کی طرح تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمام دنیا روشن ہے اور اُس کے اندر اس قدر سرور اور راحت تھی کہ مَیں اس کو بیان نہیں کرسکتا۔ مجھے صبح اُٹھتے ہی یہ معلوم ہوا کہ رؤیا کا مطلب یہ ہے۔ (اس خواب کا مطلب یہ ہے) کہ آسمانی برکات سے مجھے وافر حصہ ملے گا اور مجھے بیعت کر لینی چاہیئے۔ اسی رؤیا کی بناء پر مَیں نے حضرت صاحب سے دوسرے روز ظہر کے وقت بیعت کے لئے عرض کیا مگر حضور نے منظور نہ فرمایا اور تین دن کی شرط کو برقرار رکھا۔ چنانچہ تیسرے روز ظہر کے وقت میں نے عرض کیا کہ حضور! مجھے شرح صدر ہو گیا ہے اور لِلّٰہ میری بیعت قبول کر لیں۔ (خدا کے واسطے بیعت قبول کر لیں۔) چنانچہ حضور نے میری اپنے دستِ مبارک پر بیعت لی اور میں رخصت ہو کر لاہور آ گیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ جلد نمبر 9 صفحہ 126-127۔ از روایات حضرت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ)

حضرت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ بیان فرماتے ہیں (ان کا بیعت سن 1898ء ہے۔ پہلے بھی انہی کی روایت تھی) کہ لاہور میں ایک وکیل ہوتے تھے، ان کا نام کریم بخش تھا۔ وہ بڑی فحش گالیاں حضرت (مسیح موعود علیہ السلام) کو دیا کرتے تھے۔ ایک دن دورانِ بحث اُس نے کہا کہ کون کہتا ہے مسیح مر گیا؟ مَیں نے جواباً کہا کہ مَیں ثابت کرتا ہوں کہ مسیح مر گیا۔ اُس نے اچانک ایک تھپڑ بڑے زور سے مجھے مارا۔ اس سے میرے ہوش پھر گئے اور مَیں گر گیا۔ (یعنی بیہوشی کی کیفیت ہو گئی) جب مَیں وہاں سے چلا آیا تو اگلی رات مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ کریم بخش ایک ٹوٹی ہوئی چارپائی پر پڑا ہے اور اُس کی چارپائی کے نیچے ایک گڑھا ہے اس میں وہ گر رہا ہے اور نہایت بے کسی کی حالت میں ہے۔ صبح میں اُٹھ کر اُس کے پاس گیا اور میں نے اُسے کہا کہ مجھے رؤیا میں بتایا گیا ہے کہ تو ذلیل ہو گا۔ چنانچہ تھوڑے عرصے کے بعد اس کی ایک بیوہ لڑکی کو ناجائز حمل ہو گیا۔ اُس نے کوشش کر کے جنین کو گروایا۔ مگر اس سے لڑکی اور جنین دونوں کی موت واقع ہو گئی۔ پولیس کو جب علم ہوا تو اُس کی تفتیش ہوئی جس سے اُس کا کافی روپیہ ضائع گیا اور عزت بھی برباد ہوئی۔ وہ شرم کے مارے گھر سے باہر نہیں نکلتا تھا۔ مجھے جب علم ہوا تو میں اُس کے گھر گیا، اُسے آواز دی۔ وہ باہر آیا۔ مَیں نے کہا حضرت مسیح موعود کی مخالفت کا وبال چکھ لیا ہے یا ابھی اس میں کچھ کسر باقی ہے۔ اُس نے مجھے گالیاں دیں اور شرمندہ ہو کر اندر چلا گیا۔ (یعنی اثر پھر بھی اُس پر نہیں ہوا) اور پھر کبھی میرے سامنے نہیں آیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ جلد نمبر 9 صفحہ 206-207 از روایات حضرت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ)

اس قسم کے واقعات اب بھی ہوتے ہیں۔ پاکستان میں جو ظلم ہو رہے ہیں، ان میں اس قسم کے واقعات بھی ساتھ ساتھ ہوتے رہتے ہیں۔ بیان اس لئے نہیں کیا جاتا کہ بعض اَور وجوہات ہیں۔ کیونکہ ابھی وہاں کے حالات ایسے نہیں، کہیں اَور تنگ نہ ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ پاکستان میں بھی، ان حالات میں بھی یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توہین کرنے والے ہیں، اُن سے انتقام لیتا جا رہا ہے۔ کئی واقعات لوگ لکھتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے مخالفین کی پکڑ کی۔ کس طرح اُن کی ذلّت کے سامان کئے۔ لیکن بہرحال جب وقت آئے گا تو وہ بیان بھی کر دیئے جائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن لوگوں کا، اُس علاقے کے لوگوں کا پھر اس کو دیکھ کے ایمان بہرحال بڑھتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 28/ دسمبر 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

مرے من کا دیا جاناں

مرے من کا دیا جاناں
بجھا جائے، جلا جاناں

ہے دل میں تُو، کہوں میں کیوں
کہاں ہے تو کجا جاناں

کوئی تجھ بن رواداری
نہیں مجھ کو روا جاناں

زمانے کے ستم ہم کو
کریں گے کیا جدا جاناں

نہ نورِ مہ تری ضَو سا
نہ خاور کی ضیا جاناں

بہت ڈھونڈا نہیں پایا
ہو تجھ سا باوفا جاناں

ہر اک ذرّہ مرا انگ انگ
تری بخشش، عطا جاناں

سراپا درگزر ہے تُو
مجسّم میں خطا جاناں

مدام اُس پر میں ہوں راضی
تری جو بھی رضا جاناں

دے کیوں دستک کسی در پر
ترے در کا گدا جاناں

ضرور اک دن سنے گا تُو
مری آہ و بُکا جاناں

تجھے چوموں لپٹ جاؤں
پہ آڑے ہے حیا جاناں

تمنّا ہے میں کہلاؤں
ترا عاشق ترا جاناں

ترے پا پر مرا سر ہو
اور آ جائے قضا جاناں

م م محمود

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

ربط ہے جانِ محمدؐ مری جاں کو مدام

’’قیصر، آتھم، کسریٰ، لیکھرام‘‘

قسط 12

سچا کراماتی وہی ہے جس کی کرامات کا دریا کبھی خشک نہ ہو سو وہ شخص ہمارے سید ومولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں خدا تعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں اس کامل اور مقدس کے نشان دکھلانے کے لئے کسی نہ کسی کو بھیجا ہے اور اس زمانہ میں مسیح موعود کے نام سے مجھے بھیجا ہے دیکھو آسمان سے نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور طرح طرح کے خوارق ظہور میں آ رہے ہیں اور ہر ایک حق کا طالب ہمارے پاس رہ کر نشانوں کو دیکھ سکتا ہے گو وہ عیسائی ہو یا یہودی یا آریہ، یہ سب برکات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں۔

محمدؐ است امام و چراغ ہر دوجہاں
محمدؐ است فروزندۂ زمین و زماں
خدا نہ گویمش از ترس حق مگر بخدا
خدا نما ست وجودش برائے عالمیاں

(کتاب البریہ،روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 157حاشیہ)

آتھم قیصر ہے یا قیصر آتھم ہے

’ہمارے سید ومولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بڑے نشان تھے جو ایک اُن میں سے آتھم کے قصہ سے مشابہ اور دوسرا لیکھرام کے ماجرا سے مماثلت رکھتا تھا۔ اِس مجمل بیان کی تفصیل یہ ہے کہ جیسا کہ صحیح بخاری کے صفحہ ۵ میں مذکور ہے۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط دعوتِ اسلام کا قیصر رُوم کی طرف لکھا تھا اور اُس کی عبارت جو صفحہ مذکورہ بخاری میں مندرج ہے یہ تھی۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ من محمدٍ عبد اللّٰہ ورسُوله الی ھرقل عظیم الرّوم۔ سلام علی من اتبع الھدیٰ۔ امّا بعد فانّی ادعوك بدعایة الاسلام اَسلِم تَسۡلِم یؤتك اللّٰہ اجرك مرّتین۔ فان تولّیت فانّ علیك اثم الیریسیین۔ ویا اھل الکتاب تعالوا الیٰ کلمة سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللّٰہ ولا نشرك به شیئا ولا یتّخذ بعضنا بعضًا اربابًا من دُون اللّٰہ فان تولّوا فقولوا اشھدوا بانّا مسلمون۔ یعنی یہ خط محمد صلّی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو خدا کا بندہ اور اُس کا رسول ہے روم کے سردار ہرقل کی طرف ہے۔سلام اُس پر جو ہدایت کی راہوں کی پیروی کرے اور اس کے بعد تجھے معلوم ہو کہ میں دعوتِ اسلام کی طرف تجھے بلاتا ہوں یعنی وہ مذہب جس کا نام اِسلام ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ انسان خدا کے آگے اپنی گردن رکھ دے اور اُس کی عظمت اور جلال کے پھیلانے کے لئے اور اُس کے بندوں کی ہمدردی کے لئے کھڑا ہو جائے اِس کی طرف میں تجھے بلاتا ہوں۔ اسلام میں داخل ہو جا کہ اگر تو نے یہ دین قبول کرلیا تو پھر سلامت رہے گا اور بے وقت کی موت اور تباہی تیرے پر نہیں آئے گی اور اگر ایسا نہ کیا تو پھر موت اور ہاویہ درپیش ہے اور اگر تو نے اسلام کو قبول کرلیا تو خدا تجھے دو اجر دے گا۔یعنی ایک یہ کہ تو نے مسیح علیہ السلام کو قبول کیا اور دوسرا یہ اجر ملے گا کہ تو نبی آخر الزمان پر ایمان لایا لیکن اگر تو نے منہ پھیرا اور اسلام کو قبول نہ کیا تو یاد رکھ کہ تیرے ارکان اور مصاحبین اور تیری رعیّت کا گناہ بھی تیری ہی گردن پر ہوگا۔ اے اہل کتاب! ایک ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو تم میں اور ہم میں برابر ہے یعنی دونوں تعلیمیں انجیل اور قرآن کی اس پر گواہی دیتی ہیں اور دونوں فرقوں کے نزدیک وہ مسلّم ہے کسی کو اِس میں اختلاف نہیں اور وہ یہ ہے کہ ہم محض اُسی خدا کی پرستش کریں جو واحد لاشریک ہے اور کسی چیز کو اُس کے ساتھ شریک نہ کریں نہ کسی انسان کو نہ کسی فرشتہ کو نہ چاند کو نہ سورج کو نہ ہوا کو نہ آگ کو نہ کسی اور چیز کو اور ہم میں سے بعض خدا کو چھوڑ کر اپنے جیسے دوسروں کو خدا اور پروردگار نہ بنالیں اور خدا نے ہمیں کہا ہے کہ اگر اس حکم کو سن کر یہ لوگ باز نہ آویں اور اپنے مصنوعی خداؤں سے دست بردار نہ ہوں تو پھر ان کو کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم خدا کے اس حکم پر قائم ہیں کہ پرستش اور اطاعت کے لئے اُسی کے آستانہ پر گردن رکھنی چاہیئے اور وہ اسلام جس کو تم نے قبول نہ کیا ہم اُس کو قبول کرتے ہیں۔ یہ خط تھا جو ہمارے سیّد ومولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر روم کی طرف لکھا تھا اور اُس کو قطعی طور پر ہلاکت اور تباہی کا وعدہ نہیں دیا بلکہ اُس کی سلامتی اور ناسلامتی کے لئے شرطی وعدہ تھا۔ اور صحیح بخاری کے اسی صفحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی قدر قیصر روم نے حق کی طرف رجوع کرلیا تھا اس لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک مُدت تک اُس کو مہلت دی گئی۔ لیکن چونکہ وہ اُس رجوع پر قائم نہ رہ سکا اور اُس نے شہادت کو چھپایا اِس لئے کچھ مہلت کے بعد جو اُس کے رُجوع کی وجہ سے تھی پکڑا گیا۔ اور اُس کا رجوع اُس کے اِس کلمہ سے معلوم ہوتا ہے جو صحیح بخاری کے صفحہ 4 میں اِس طرح پر مذکور ہے۔ فان کان ما تقول حقّا فسیملك موضع قدمی ھا تین۔ وقد کنتُ اعلم انّه خارج ولم اکن اظنّ انّهٗ منکم۔ فلوانّی اعلم انّی أُخلص الیه لتجشّمتُ لقاء ہ۔ ولوکنتُ عندہ لغسلتُ عن قدمیه۔ اس عبارت کا ترجمہ کرنے سے پہلے یہ بات ہم یاد دلا دیتے ہیں کہ یہ واقعہ اُس وقت کا ہے جبکہ قیصر رُوم نے ابوسفیان کو جو تجارت کی تقریب سے مع اپنی ایک جماعت کے شام کے ملک میں وارد تھا اپنے پاس بلایا اور اُس وقت قیصر اپنے ملک کا سیر کرتا ہوا بیت المقدس میں یعنی یروشلم میں آیا ہوا تھا اور قیصر نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ابوسفیان سے جو اُس وقت کفر کی حالت میں تھا بہت سی باتیں پوچھیں۔ اور ابوسفیان نے اِس وجہ سے جو اُس دربار میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کا ایک سفیر بھی موجود تھا جو تبلیغ اِسلام کا خط لے کر قیصر روم کی طرف آیا تھا بجز راست گوئی کے چارہ نہ دیکھا کیونکہ قیصر نے اُن اُمور کے استفسار کے وقت کہہ دیا تھا کہ اگر یہ شخص واقعات کے بیان کرنے میں کچھ جھوٹ بولے تو اس کی تکذیب کرنی چاہیئے سو ابوسفیان نے پردہ دری کے خوف سے سچ سچ ہی کہہ دیا اور جس قدر قیصر نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کچھ حالات دریافت کئے تھے وہ سچائی کی پابندی سے بیان کر دیئے گو اُس کا دِل نہیں چاہتا تھا کہ صحیح طور پر بیان کرے مگر سر پر جو مکذبین موجود تھے وہ خوف دامنگیر ہو گیا اور جھوٹ بولنے میں اپنی رسوائی کا اندیشہ ہوا جب وہ سب کچھ قیصر رُوم کے رُوبرو بیان کر چکا تو اُس وقت قیصر نے وہ کلام کہا جو مندرجہ بالا عربی عبارت میں مذکور ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر یہ باتیں سچ ہیں جو تو کہتا ہے تو وہ نبی جو تم میں پیدا ہوا ہے عنقریب وہ اِس جگہ کا مالک ہو جائے گا جس جگہ یہ میرے دونوں قدم ہیں اور قیصر نجوم کے علم میں بہت دسترس رکھتا تھا۔ اِس علم کے ذریعے سے بھی اُس کو معلوم ہوا کہ یہ وہی مظفر اور منصور نبی ہے جس کا توریت اور انجیل میں وعدہ دیا گیا ہے۔ اور پھر اُس نے کہا کہ مجھے تو معلوم تھا کہ وہ نبی عنقریب نکلنے والا ہے مگر مجھے یہ خبر نہیں تھی کہ وہ تم میں سے نکلے گا اور اگر میں جانتا کہ میں اُس تک پہنچ سکتا ہوں تو میں کوشش کرتا کہ اُس کو دیکھوں۔ اور اگر میں اُس کے پاس ہوتا تو اپنے لئے یہ خدمت اختیار کرتا کہ اُس کے پیر دھویا کروں۔ فقط یہ وہ جواب ہے جو قیصر نے خط کے پڑھنے کے بعد دیا یعنی اُس خط کے پڑھنے کے بعد جس میں قیصر کو اُس کی تباہی اور ہلاکت کی شرطی دھمکی دی گئی تھی اور گو قیصر نے اَسلم تَسلم کی شرط کو جو خط میں تھی پورے طور پر ادا نہ کیا اور عیسائی جماعت سے علیحدہ نہ ہوا لیکن تاہم اُس کی تقریر مذکورہ بالا سے پایا جاتا ہے کہ اُس نے کسی قدر اِسلام کی طرف رجوع کیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ اُس کو مہلت دی گئی۔ اور اُس کی سلطنت پر بکلّی تباہی نہیں آئی اور نہ وہ جلد تر ہلاک ہوا۔ اب جب ہم ڈپٹی آتھم کے حال کو قیصر رُوم کے حال کے ساتھ مقابل رکھ کر دیکھتے ہیں تو وہ دونوں حال ایک دوسرے سے ایسے مشابہ پائے جاتے ہیں کہ گویا آتھم قیصر ہے یا قیصر آتھم ہے۔ کیونکہ ان دونوں نے شرطی پیشگوئی پر کسی حد تک عمل کرلیا اس لئے خدا کے رحم نے رفق اور آہستگی کے ساتھ ان سے معاملہ کیا اور اُن دونوں کی عمر کو کسی قدر مہلت دے دی۔ مگر چونکہ وہ دونوں خدا کے نزدیک اخفائے شہادت کے مجرم ٹھہر گئے تھے اور آتھم کی طرح قیصر نے بھی گواہی کو پوشیدہ کیا تھا۔ کیونکہ اُس نے بالآخر اپنے ارکانِ دولت کو اپنی نسبت بدظن پاکر اِن لفظوں سے تسلی دی تھی کہ وہ میری پہلی باتیں جن میں مَیں نے اِسلام کی رغبت ظاہر کی تھی اور تمہیں ترغیب دی تھی وہ باتیں میرے دل سے نہیں تھیں بلکہ میں تمہارا امتحان کرتا تھا کہ تم کِس قدر عیسائی مذہب میں مستحکم ہو

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحات 372 تا 376)

لیکھرام اور کسری

لیکھرام کا حال کسریٰ سے یعنی خسرو پرویز سے مشابہ ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خط پہنچنے پر اُس نے بہت غصہ ظاہر کیا اور حکم دیا کہ اُس شخص کو گرفتار کرکے میرے پاس لانا چاہیئے۔تب اُس نے صوبہ یمن کے گورنر کے نام ایک تاکیدی پروانہ لکھا کہ وہ شخص جو مدینہ میں پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے جس کا نام محمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) اُس کو بلاتوقف گرفتار کرکے میرے پاس بھیج دو۔ اُس گورنر نے اِس خدمت کے لئے اپنے فوجی افسروں میں سے دو مضبوط آدمی متعین کئے کہ تا وہ کسریٰ کے اِس حکم کو بجالاویں۔ جب وہ مدینہ میں پہنچے اور اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ظاہر کیا کہ ہمیں یہ حکم ہے کہ آپ کو گرفتار

کر کے اپنے خداوند کسریٰ کے پاس حاضر کریں تو آپ نے اُن کی اِس بات کی کچھ پرواہ نہ کر کے فرمایا کہ میں اِس کا کَل جواب دُوں گا۔ دوسری صبح جب وہ حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ آج رات میرے خداوند نے تمہارے خداوند کو (جس کو وہ بار بار خداوند خداوند کر کے پکارتے تھے) اُسی کے بیٹے شیرویہ کو اُس پر مسلط کر کے قتل کر دیا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جب یہ لوگ یمن کے اُس شہر میں پہنچے جہاں سلطنت فارس کا گورنر رہتا تھا تو ابھی تک اُس گورنر کو کسریٰ کے قتل کئے جانے کی کچھ بھی خبر نہیں پہنچی تھی اس لئے اُس نے بہت تعجب کیا مگر یہ کہا کہ اِس عدول حکمی کے تدارک کے لئے ہمیں جلد تر کچھ نہیں کرنا چاہیئے جب تک چند روز تک پایۂ سلطنت کی ڈاک کی انتظار نہ کر لیں۔ سو جب چند روز کے بعد ڈاک پہنچی تو اُن کاغذات میں سے ایک پروانہ یمن کے گورنر کے نام نکلا جس کو شیرویہ کسریٰ کے ولی عہد نے لکھا تھا۔ مضمون یہ تھا کہ ’’خسرو میرا باپ ظالم تھا اور اُس کے ظلم کی وجہ سے اُمورِ سلطنت میں فساد پڑتا جاتا تھا اِس لئے میں نے اُس کو قتل کر دیا ہے۔ اب تم مجھے اپنا شہنشاہ سمجھو اور میری اطاعت میں رہو۔ اور ایک نبی جو عرب میں پیدا ہوا ہے جس کی گرفتاری کے لئے میرے باپ نے تمہیں لکھا تھا اُس حکم کو بالفعل ملتوی رکھو‘‘۔ اور جیسا کہ ابھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ قیصر اور آتھم کا قصہ بالکل باہم مشابہ ہے ایسا ہی ہم اِس جگہ بھی اِس بات کے لکھنے کے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اسی طرح لیکھرام کا قصہ کسریٰ یعنی خسرو پرویز کے قصّہ سے نہایت شدید مشابہت رکھتا ہے کیونکہ جس طرح کسی ہندو نے جو اپنے تئیں نومسلم قرار دیتا تھا لیکھرام کے پیٹ پر حربہ چلایا اسی طرح شیرویہ نے خسرو کے پیٹ پر حربہ چلایا۔ اور اُن دونوں واقعات لیکھرام اور کسریٰ قصّے اُس وقت خبر دی گئی تھی جبکہ کسی کو یہ خیال بھی نہ تھا کہ ایسا واقعہ عنقریب ہم سنیں گے۔ اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں جو کچھ آتھم اور قیصر روم کو عذابِ الٰہی پیش آیا وہ جمالی رنگ میں تھا اور آتھم اور قیصر روم کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی تھی وہ شرطی تھی اور اُس شرط کے موافق جبکہ وہ دونوں اُس شرط کے کسی قدر پابند ہو گئے اُن کو ایک تھوڑے عرصہ تک مہلت دی گئی تھی لیکن جو غیب گوئی لیکھرام اور کسریٰ یعنی خسرو پرویز کی نسبت کی گئی تھی وہ بلا شرط تھی اور یہ دونوں وقوعہ کسریٰ اور لیکھرام کے جلالی رنگ میں ظہور میں آئے تھے اور جیسا کہ تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ کسریٰ کا مارا جانا ایک بڑا معجزہ تھا کہ وہ سخت دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا ایسا ہی اگر مسلمان چاہیں تو گواہی دے سکتے ہیں کہ لیکھرام کا مارا جانا بھی ایک بڑا معجزہ تھا کیونکہ وہ بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن اور بدزبان تھا۔۔ ہاں کسریٰ اور لیکھرام میں یہ فرق تھا کہ کسریٰ ایک بادشاہ تھا جو اپنی عداوت کے جوش میں تلوار سے کام لے سکتا تھا اور لیکھرام ایک برہمن عوام ہندوؤں میں سے تھا جس کے پاس بجز بدزبانی اور فحش گوئی اور نہایت قابلِ شرم گالیوں کے اور کچھ نہ تھا اور کسریٰ ہمارے سیّد و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان پر حملہ کرنا چاہتا تھا اور لیکھرام نے آنجناب کی مقدس شان اور راستبازی اور نبوت کے پاک چشمہ پر حملہ کرنا چاہا اِس لئے خدا نے جو اپنے پیاروں کے لئے غیرت مند ہے۔ کسریٰ کے واقعہ سے تیرہ سو 1300برس بعد پھر اپنے پاک نبی کی عزت اور راستبازی کی حمایت کے لئے لیکھرام کی موت سے وہ معجزہ دوبارہ دِکھلایا جو فارس کے پایہ تخت میں خاص ایوانِ شاہی میں شیرویہ کے ہاتھ سے دِکھلایا گیا تھا۔ اِس سے ہر ایک انسان کو سبق ملتا ہے کہ خدا کے پیاروں اور برگزیدوں کی عزت یا جان پر حملہ کرنا اچھا نہیں ہے۔

گندم از گندم بروید جو زجو
از مکافاتِ عمل غافل مشو

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحات 376 تا 378)

بقیہ: رپورٹ نیشنل اجتماع لجنہ اماءُ اللہ...... از صفحہ 10

افتتاحی تقریب

اجتماع کا آغاز 31 دسمبر بروز جمعۃ المبارک شام 4 بجے ہوا۔ افتتاحی تقریب میں تلاوت قرآن کریم، نظم کے بعد مادام وِدراگو فوزیہ صدر لجنہ برکینا فاسو نے شاملین اجتماع کو خوش آمدید کہا۔ بعد ازاں مکرم محمود ناصر ثاقب صاحب امیر جماعت برکینا فاسو نے نصائح فرمائیں۔

افتتاحی تقریب کے بعد علمی مقابلہ جات کا آغاز کیا گیا۔ ناصرات اور لجنہ کے الگ الگ مقابلہ جات کروائے گئے۔ لجنہ کے مقابلہ جات میں تلاوت قرآن کریم، حفظ قرآن، نظم، تقریر، دعائیں، اور دینی معلومات کے مقابلہ جات شامل تھے۔ ناصرات کے علمی مقابلہ جات میں تلاوت قرآن کریم، حفظ قرآن، یسرنا القرآن، نماز، تقریر اور دینی معلومات کے مقابلہ جات شامل تھے۔

نماز مغرب و عشاءٔ کے بعد احمدی طالبات کی تنظیم FEEMAB کا اجلاس منعقد کیا گیا۔ بعد ازاں رات کا کھانا پیش کیا گیا۔ اور ملک کی بڑی تین زبانوں (مورے، فلفلدے، اور جولا) میں اجتماع کے مرکزی عنوان ’’محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں‘‘ پر تقاریر کی گئیں۔

یکم جنوری 2022

اجتماع کے دوسرے دن ہفتہ کا آغاز نماز تہجد سے کیا گیا نماز فجر کے بعد درس کا انتظام کیا گیا تھا۔ بعد ازاں ورزشی مقابلہ جات شروع کروائے گئے۔ چنانچہ ناصرات اور لجنہ کے الگ الگ مقابلہ جات منعقد کیے گئے۔ لجنہ کے مقابلہ جات میں 60اور 80 میٹر دوڑ، میوزیکل چیئر، منہ میں چمچ پر لیموں رکھ کر چلنے کا مقابلہ، اور رسہ کشی کے مقابلہ جات شامل تھے۔ ناصرات کے ورزشی مقابلہ جات میں 60میٹر دوڑ، بوری ریس، مینڈک ریس اور ریلے ریس کے مقابلہ جات شامل تھے۔

11:30 بجے صبح ایک تبلیغی نشست کا انعقاد کیا گیا تھا۔ 1:15پر نماز ظہر و عصر پڑھی گئیں اور دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔ شام کو بقایا ورزشی مقابلہ جات منعقد کیے گئے۔ نماز مغرب و عشاءٔ کے بعد ڈنر پیش کیا گیا اور لجنہ کو ایک علمی ڈاکومینٹری دکھائی گئی۔

2جنوری 2022

اتوار کے دن کا آغاز بھی جماعتی روایات کے مطابق تہجد سے کیا گیا۔ تہجد کے بعد فجر کی نماز ادا کی گئی۔

اختتامی تقریب

اختتامی تقریب کا آغاز صبح 5:30 پر کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم، نظم کے بعد لجنہ اماءُاللہ برکینا فاسو کی سالانہ رپورٹ پیش کی گئی۔ بعد ازاں صدر صاحبہ لجنہ نے پوزیشن لینے والی ناصرات و لجنہ میں انعامات تقسیم کیے نیز لجنہ کو نصائح کیں اور اس اجتماع کا اختتام دعا کے ساتھ کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ اجتماع شاملین کو علم و عرفان میں بڑھانے کا موجب بنے۔ آمین

مرسلہ: فائقہ بُشریٰ

ارشاداتِ نور

قسط 5

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

سورۃ فاتحہ کی عظمت

فرمایا۔قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے تمام بادشاہوں، دولتوں اور ملکوں اور دنیاوی ساز وسامان کو ایک طرف رکھا ہے اور سورۃ فاتحہ وقرآن عظیم کو ایک طرف۔ اور ارشاد کیا ہے کہ الحمد کے مقابلہ میں سارے جہان کو آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھ۔غور کرنے کا مقام ہے۔ الحمد ایک طرف ہے اور کل دنیا کا جاہ وجلال ایک طرف۔ پس تم اس نعمت عظمیٰ کی قدر کرو۔

فرمایا۔ یہ بات اس آیت سے ظاہر ہے۔

وَ لَقَدۡ اٰتَیۡنٰکَ سَبۡعًا مِّنَ الۡمَثَانِیۡ وَ الۡقُرۡاٰنَ الۡعَظِیۡمَ ﴿۸۸﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَیۡنَیۡکَ اِلٰی مَا مَتَّعۡنَا بِہٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡہُمۡ وَ لَا تَحۡزَنۡ عَلَیۡہِمۡ

(الحجر: 88-89)

ہمارے حضرت صاحب نے الحمد کی کئی تفسیریں لکھی ہیں۔ شیخ ابن عربی لکھتے ہیں کہ جتنی بار الحمد پڑھتا ہوں نئے ہی علوم کھلے ہیں۔ میں نے ایک دفعہ نابھہ میں وعظ کرتے ہوئے معلوم کیا کہ صرف الحمد سے تمام مذاہب باطلہ کا رد ہوسکتا ہے۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 397-398)

انبیاء کرام کا ذات الٰہی کا ادب

فرمایا۔انبیاء کرام ذات الٰہی کا بہت ادب کرتے ہیں۔ ابوالانبیاء خلیل الرحمٰن حضرت ابراہیمؑ فرماتے ہیں۔ یُطۡعِمُنِیۡ وَ یَسۡقِیۡنِ وَ اِذَا مَرِضۡتُ فَھُوَ یَشۡفِیۡنِ۔

(الشعراء:80-81)

کھانا کھلانے اور پانی پلانے کو تو خدا کی طرف منسوب کیا ہے اور مرض کو اپنی طرف۔ ایسا ہی سورہ الکہف میں ایک ولی اللہ نے کشتی کا عیب ناک کرنا اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ فَاَرَدۡتُّ اَنۡ اَعِیۡبَھَا (الکھف: 80) غرض انبیاء کا مذہب یہ ہے کہ وَالشَّرُّ لَیۡسَ اِلَیۡکَ۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 402)

دوزخیوں کے کان، آنکھ، زبان کام دیں گ

فرمایا۔قرآن مجید میں آیا ہے وَنَحۡشُرُھُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ عَلٰی وُجُوۡھِھِمۡ عُمۡیًا وَّبُکۡمًا وَّصُمًّا (بنی اسرائیل:98) اور دوسرے مقام پر یوں بھی فرمایا کہ (1) وَرَاَ الۡمُجۡرِمُوۡنَ النَّارَ (الکھف:54) مجرم لوگ آگ کو دیکھیں گے۔ (2) سَمِعُوۡا لَھَا شَھِیۡقًا وَّھِیَ تَفُوۡرُ (الملک:8) اس کا شور سنیں گے۔ (3) دَعَوۡا ھُنَالِکَ ثُبُوۡرًا (الفرقان:14) موت کو پکاریں گے۔ ان تین آیات سے ثابت ہے کہ دوزخیوں کے کان، آنکھ، زبان کام دیں گے۔ پس ان میں توفیق یہ ہے کہ اس پہلی آیت میں جو فرمایا کہ وہ بہرے، گونگے، اندھے ہوں گے تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ کوئی حجت قویہ اپنی نجات کے لیے پیش نہ کرسکیں گے اور وہ ایسا نظارہ نہ دیکھیں گے جو خوش کن ہو اور ایسی بات نہ سنیں گے جو خوشی پہنچائے۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 416-417)

ہجرت کی اصل غرض

فرمایا۔مومن کا کام یہ ہے کہ جس مکان، جس لباس، جس غذا، جس صحبت سے غفلت پیدا ہو اسے چھوڑ دے۔ ہجرت کی اصل بھی یہی ہے۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 418)

خدا سے بے پرواہی کے اسباب

فرمایا۔جب انسان کو صحت ہو، اس کے پاس مال ہو، جتھا ہو، حسن ہو، کامیابی ہو تو وہ خدا اور آخرت سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 427)

پانچ نعمتوں کا حصول

فرمایا۔سورہ نحل کے آخری رکوع سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ نعمتیں پانچ چیزوں سے حاصل ہوتی ہیں۔ 1۔جو چاہتا ہے کہ دنیا میں سکھ یا آرام پائے۔ 2۔آخرت میں بزمرۂ صالحین مبعوث ہو۔ 3۔خدا تعالیٰ اسے اپنا برگزیدہ بندہ بنائے۔ 4۔اپنی جناب سے دین و دنیا کے امور کی ہدایت کرے۔ 5۔صراط مستقیم حصول مقصد کی اقرب راہ پر چلائے تو اسے چاہئے کہ حضرت ابراہیمؑ کی مانند سارے جہان کی خوبیاں اپنے اندر جمع کرے، اللہ کے تمام اسماء کا فرمانبردار ہو، راستباز ہو، شرک نہ کرے اور خدا کی دی ہوئی نعمتوں پر شکر کرے۔

(ارشادات نور جلد دوم صفحہ 434)

آنحضرتؐ کا ایک ہی سوال کے مختلف جواب دینے میں حکمت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مختلف لوگ آ کر مختلف قسم کے سوال کیا کرتے تھے کہ یا حضرت سب سے بڑی نیکی کیا ہے تو آپؐ ہر ایک کو الگ الگ جواب دیا کرتے تھے۔کسی کو کہا کہ ماں باپ کی خدمت کرو۔کسی کو مال خرچ کرنے کو کہا۔ایک کو آپؐ نے اپنی زبان پکڑ کر کہا کہ اس کو قابو میں رکھ۔ایک کو مغلوب الغضب ہونے سے منع کیا۔اس پر بعض نے اعتراض کیا ہے کہ سوال تو ایک تھا مختلف جواب کیوں دیئے گئے؟ اصل یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام امت کے حکیم ہوتے ہیں۔وہ جس شخص میں جس خلق کی کمزوری دیکھتے ہیں اسی کی تکمیل ونگہداشت کی تاکید کرتے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ لوگوں کے نیکی کرنے کے اسباب معیار مختلف ہوتے ہیں۔ کوئی تو قوم اور برادری کے دباؤ سے، کوئی آبائی تقلید اور رسم ورواج کی پابندی سے، کوئی کسی حاکم وغیرہ کی خوشنودی کے لیے نیک کام کیا کرتا ہے جو خوب یاد رکھنا چاہئے کہ دراصل کوئی خوبی کی بات نہیں ہوتی۔اس بناء پر انبیاء علیہم السلام وہ بات بتایا کرتے ہیں جس سے طبیعت تو مضائقہ کرے مگر شریعت حکم کرے کہ یہ کام کراؤ۔ پھر نفس پر زور دے کر اسے وہ کام کرنا پڑے جو عند اللہ موجب ثواب وبرکت ہو۔

(ارشادتِ نور جلد دوم صفحہ 440-441)

قرآن میں مذکور انبیاء کے واعظ

قرآن شریف میں انبیاء علیہم السلام کے بیان میں جابجا ان کے واعظ بھی مذکور ہیں۔اگر ان کو بنظر غور وتعمق پڑھا جائے تو واعظین کو صاف معلوم ہوجائے کہ اسلام نے ان کے کیا فرائض مقرر کئے ہیں۔مگر مسلمانوں نے افسوس قرآن شریف کو پس پشت ڈال دیا ہے۔وہ قرآن مجید کو پڑھتے نہیں۔جو پڑھتے ہیں وہ سمجھتے نہیں،اور جو سمجھتے ہیں وہ اسے اساطیر الاولین یعنی قصے کہانیوں سے زیادہ وقعت نہیں دیتے۔

(ارشادتِ نور جلد دوم صفحہ 441)

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَسْأَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا، وَرِزْقًا طَیِّبًا، وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا

(سنن ابن ماجہ کِتَابُ إِقَامَۃِ الصَّلَاۃِ وَالسُّنَّۃُ فِیھَا بَابُ مَا یُقَالُ بَعْدَ التَّسْلِیمِ حدیث:925)

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے فائدہ دینے والے علم، پاک رزق اور قبول ہونے والے عمل کا سوال کرتا ہوں۔

یہ سید ومولیٰ، خیر الوریٰ، مقدس الانبیاء، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی نفع رساں علم، طیب رزق، اور پسندیدہ عمل کے عطا کئے جانے کی عظیم الشان دعا ہے۔

ہمارے پیارے امام عالی مقام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دعا کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں

آنحضرت ﷺ کی ایک دعا ہے جو آپؐ کیا کرتے تھے۔ اس زمانے میں تو خاص طور پر یہ دعا بہت اہم ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ام سلمیٰؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب صبح کی نماز ادا کرتے تو سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا کرتے کہ (مندرجہ بالا دعا)۔ پس یہ دعا ہے اس کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے۔

(خطبہ جمعہ 13 فرمودہ جون 2008ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

مولانا لئیق احمد طاہر۔ مبلغ سلسلہ برطانیہ

مطالعہ کتب

حُسن اتفاق سے 11/ نومبر 2021ء کو میں نے MTA آن کیا تو کسی ملک کے خدام کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے virtual ملاقات ہو رہی تھی اور پہلا سوال ہی یہ تھا کہ مطالعہ کتب کے لیے خدام کو کیسے آمادہ کریں؟ حضور پُرنور نے جو فرمایا اس کا مفہوم یہ ہے کہ مطالعہ کی عادت ہی نہیں رہی، شوق ہی نہیں ہے۔ آپ یہ شوق بیدار کرنے کے لیے چھوٹے چھوٹے اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب یا الفضل آن لائن اور الفضل انٹرنیشنل سے لے کر آپس میں سرکولیٹ (circulate) کریں۔

پھر فرمایا: ’’سلسلہ کی چند AudioBooks بھی alislam.org پر موجود ہیں۔ انہیں کاپی کر کے اپنے دوستوں کو دیں تا وہ اپنی کاروں میں آتے جاتے انہیں سنیں۔ اس سے دلچسپی پیدا ہوگی اور مطالعہ کا شوق بیدار ہوگا‘‘۔

خاکسار (لئیق احمد طاہر) کا آزمودہ نسخہ ہے۔ آپ چار چار انصار اور خدام کے سٹڈی سرکلز (Study Circles) بنالیں، ایک گروپ اردو بولنے اور پڑھنے والوں کا ہو اور دوسرا گروپ انگریزی بولنے والوں کا۔ پھر صرف ایک صفحہ روزانہ مطالعہ کے لیے مقرر کر دیں، اس طرح 15 صفحے ایک شخص پندرہ روز میں پڑھ لے گا، جو چنداں مشکل نہیں، اور چار دوستوں کا گروپ پندرہ دن میں 60 صفحے پڑھ لے گا۔ پھر باری باری اپنے گھروں میں مل بیٹھنے کے لیے میٹنگ رکھیں۔ یہ پندرہ روزہ میٹنگ ہوگی، جس میں ہر ممبر پندرہ صفحے کا خلاصہ بتائے لیکن over a high cup of tea یہ میٹنگ ہونی چاہیے تا شوق کو مہمیز کا کام دے۔ ہر بار گروپ کی یہ میٹنگ ایک گھنٹہ کے قریب ہو، لمبی نہ ہو۔ کوئی سوال ہو تو گروپ میں اس کا جواب دیں۔ ضرورت ہو تو کسی اہل علم، کسی مربی سلسلہ سے استفادہ کر لیا جائے۔ دونوں گروپس، اردو دان اور انگریزی دان، کی الگ الگ میٹنگز ہوں۔ اس طرح ہر ممبر کی چائے پلانے اور اس کے گھر میں میٹنگ اڑھائی ماہ کے بعد ہوگی۔ کسی پر ایسا بوجھ نہیں پڑے گا۔ دلچسپی کے لئے مندرجہ ذیل کتب سے شروع کریں۔

مسیح ہندوستان میں، کتاب البریہ، کشتی نوح، تذکرۃ الشہادتین، پیغام صلح، فتح اسلام اور آریہ دھرم وغیرہ۔

پرنس فلپ۔ دی ڈیوک آف ایڈنبرا نے عرصہ دراز ہوا ایک بار کہا تھا کہ T.V. وغیرہ کی وجہ سے مطالعہ کا شوق کم ہو رہا ہے۔ اگر 1000 صفحہ کا ناول (Novel) ہو تو اس کی اس قدر دلچسپ فلم بنائی جاتی ہے کہ چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ یہ فلم ڈیڑھ گھنٹہ میں دیکھ لی جاتی ہے مثلاً

The Battle of Britain, Pearl Harbour, 10 Commandments, The Bible، لیکن اس کے برعکس 1000 صفحہ کا ناول کئی دن بلکہ کئی ہفتہ میں پڑھا جاتا ہے، مثلاً سرونسٹن چرچل کی کتاب The World War2(volume3) کئی ہفتے میں پڑھی جا سکتی ہے لیکن اس کی فلم چند گھنٹوں میں دیکھ سکتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا تھا کہ آپ 1150 صفحات روزانہ پڑھتے تھے اور میں 950 صفحات روزانہ پڑھتا ہوں۔ جامعہ احمدیہ ربوہ میں میرے نگران مقالہ، حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب بتاتے تھے کہ خلافت لائبریری کی ہزاروں کتب پر حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس ہیں۔ عربی کتب، انگریزی کتب، فارسی کتب، اردو کتب، پنجابی کتب، ناول، جاسوسی ناول، Books of Fiction، تفاسیر قرآن کریم، اور شروحِ احادیث پر آپؓ کے نوٹس ہیں، جن سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپؓ کو کس قدر مطالعہ کا شوق تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ نے ایک حیرت انگیز بات بیان فرمائی ہے کہ محمد بن ناصر حضرمی بات کرتے تو بہت تیزی سے جلد جلد بلا تکان بولتے جاتے لیکن ساری گفتگو میں قرآن وحدیث کے الفاظ سے باہر ایک لفظ بھی نہ ہوتا تھا۔

(حیات نور صفحہ 45 مؤلفہ حضرت شیخ عبدالقادر سوداگر مل)

تکمیل دین اسلام نبی پاک ﷺ کی پہلی بعثت میں ہوئی۔ (سورہ مائدہ:4-5)
لیکن تکمیل اشاعت دین اسلام نبی پاکؐ کی دوسری بعثت میں مقدر تھی۔

آپؐ کے دور اوّل میں انڈونیشیا، اَرجن ٹائن، کینیڈا، امریکہ، آسٹریلیا، برازیل، ساؤتھ افریقہ، ملیشیاء، فجی آئی لینڈز، سائبیریا، آئس لینڈ، فن لینڈ، یورپ وغیرہ میں عربوں میں سے کون پہنچ سکتا تھا۔

وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ۔ (التکویر:11)

کی پیشگوئی اٹھارویں صدی کے آخر میں پوری ہوئی۔

جہاں تک پرنٹنگ پریس کا تعلق ہے، نبی پاک ﷺ کے زمانہ میں کسی نے اس کا نام بھی نہیں سنا تھا۔ آپؐ کے زمانہ میں تو کاغذ ہی نہیں تھا۔ Papyrus ایک پودے کا نام ہے، اس کی نرم ٹہنیوں سے کھردرا کاغذ بمشکل بنتا تھا۔ اسی لیے قرآن کریم اس زمانہ میں پتھروں کی سلیٹوں پر، کھال یعنی چمڑے پر، درختوں کی چھال پر اور کپڑے پر لکھا جاتا تھا۔

نبی پاک ﷺ کے 18، 17 سال بعد قرآن پاک کا پہلا مکمل نسخہ حضرت عثمانؓ نے اپنے عہد خلافت میں 7 مسلم ممالک کے گورنروں کو بھجوایا اور فرمایا کہ اب اس کی نقلیں تیار کر کے رواج دیں۔ اس زمانہ میں گنتی کے چند صحابہ وصحابیات لکھ پڑھ سکتے تھے۔ اسی لیے حفظ پر زور تھا، ہزاروں حفاظ قرآن تھے۔ خلیفہ مامون کے زمانہ میں نسبتاً بہتر کاغذ عرب میں پہنچا۔ حضرت مولانا حکیم نورالدینؓ، خلیفہ اول کے زمانہ تک حالت یہ تھی کہ مسلمان بخاری کو دیکھنے کو ترستے تھے۔ قرآن کریم اور حدیثوں کے قلمی نسخے ہوتے تھے۔ ایک آدمی ساری زندگی میں آخر قرآن کریم اور بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ کے کتنے نسخے لکھ سکتا تھا، دو چار اور پھر انہیں خرید کون سکتا تھا۔ لائبریریوں میں ایک ایک نسخہ رکھوا دیا جاتا تھا اور لوگ ان سے استفادہ کرتے تھے۔

1436ء میں جرمنی کے ایک شخص نے، جس کا نام Goldsmith Johannes Gutenberg (گولڈ سمتھ جوہانس گوٹن برگ) تھا، ایک سادہ سا پریس ایجاد کیا۔ اس پر کتابیں یا اخبار نہیں چھپ سکتے تھے، صرف ایک آدھ سطر لکھی جا سکتی تھی۔ پھر اچانک انقلاب آ گیا اور لیتھو پرنٹنگ پریس 1796ء میں ایجاد ہوا، یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش سے صرف 39 سال پہلے۔ قدیم یونانی زبان میں لیتھو کے معنی ہیں ’پتھر‘ اور گرے فین (Fane) کے معنی ہیں ’لکھنا‘۔ اس پریس پر کتب، اخبارات، رسائل کروڑوں کی تعداد میں چھپنے لگے۔ حضور علیہ السلام کی براہین احمدیہ جلد اول تا 4، 1880ء تا 1884ء اسی پر شائع ہوئیں۔ گویا

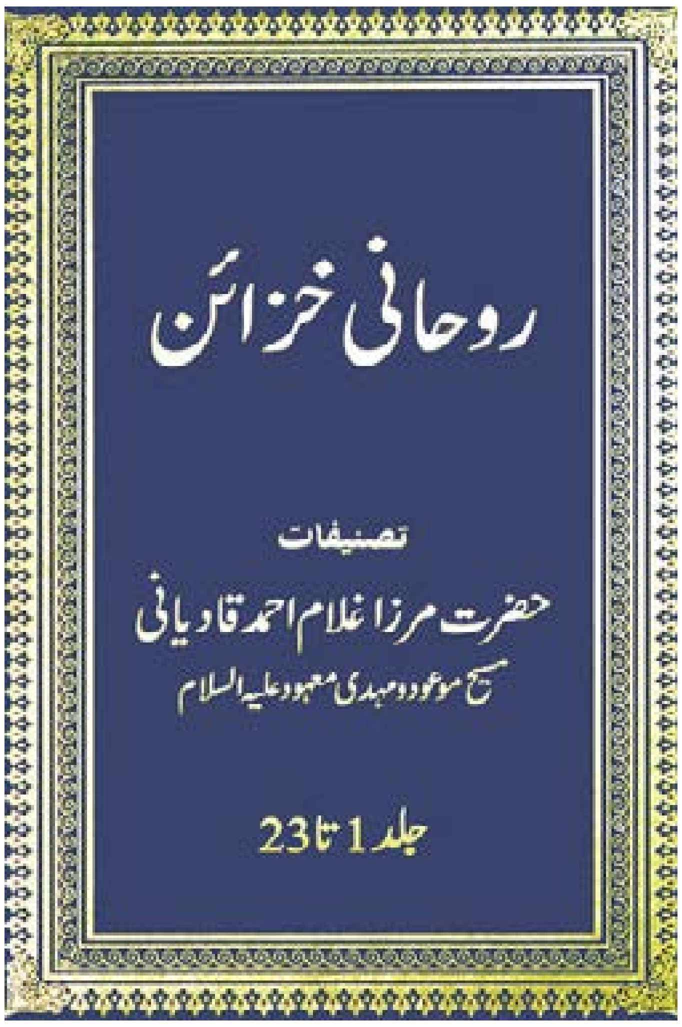

خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر سے اشاعت اسلام کے لیے یہ پریس ایجاد ہوا، سبحان اللہ۔

تفسیر کبیر جلد ہفتم سورۃ النمل صفحہ 327 پر سیدنا حضرت مصلح موعودؓ تحریر فرماتے ہیں: ’’ہماری جماعت کے ایک مخلص دوست تھے جو اب فوت ہو چکے ہیں۔ ان کے لڑکے نے ایک دفعہ مجھے بتایا کہ میرے والد صاحب میرے نام الفضل جاری نہیں کرواتے۔ میں نے انہیں لکھا کہ آپ کیوں اس کے نام الفضل جاری نہیں کراتے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں چاہتا ہوں کہ مذہب کے معاملہ میں اسے آزادی حاصل رہے اور وہ آزادانہ طور پر اس پر غور کر سکے۔ میں نے انہیں لکھا کہ الفضل پڑھنے سے تو آپ سمجھتے ہیں اس پر اثر پڑے گا اور مذہبی آزادی نہیں رہے گی۔ لیکن کیا اس کا بھی آپ نے کوئی انتظام کر لیا ہے کہ اس کے پروفیسر اس پر اثر نہ ڈالیں، اس کی کتابیں اس پر اثر نہ ڈالیں، اس کے دوست اس پر اثر نہ ڈالیں اور جب یہ سارے کے سارے اثر ڈال رہے ہیں تو کیا آپ چاہتے ہیں کہ اسے زہر تو کھانے دیں اور تریاق سے بچایا جائے۔‘‘

حضرت مولوی غلام حسینؓ۔ ایک بے نظیر عاشق کتب

آپ جب قادیان جاتے تو حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی لائبریری میں داخل ہو جاتے اور کتابیں پڑھنا شروع کر دیتے۔ حضرت خلیفہ اولؓ ان کے کھانے کا انتظام فرماتے۔ جب کوئی کتاب پڑھنے کے لیے اٹھاتے تو پہلے عزرائیل کو مخاطب کر کے کہتے: ’’اے عزرائیل! تو بھی خدا کا بندہ ہے اور میں بھی خدا کا بندہ ہوں۔ میری درخواست ہے کہ جب تک یہ کتاب نہ پڑھ لوں میری جان نہ نکالنا‘‘۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے 13/ مئی 1944ء کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک قادیان میں ان کے بارہ میں فرمایا کہ حضرت مولوی غلام حسینؓ بڑے عالم اور نیک انسان تھے۔ حضرت خلیفہ اولؓ اور وہ گویا کتابوں کا کیڑا تھے بلکہ مولوی غلام حسین صاحبؓ کو حضرت خلیفہ اولؓ سے بھی زیادہ کتابوں کا شوق تھا۔

ان کا حافظہ اتنا زبردست تھا کہ حضرت خلیفہ اولؓ نے ایک کتاب انہیں پڑھنے کے لیے دی۔ انہوں نے جلد جلد ورق الٹنے شروع کیے۔ ایک صفحہ پر نظر ڈالتے اور اسے الٹ دیتے۔ اتنی جلدی وہ ورق الٹ رہے تھے کہ حضرت خلیفہ اولؓ کو خیال آیا کہ شاید وہ کتاب پڑھ نہیں رہے۔ چنانچہ

حضورؓ نے کہا کہ مولوی صاحب! پڑھیں بھی تو سہی۔ انہوں نے کہا کہ آپ مجھ سے اس کتاب میں سے کوئی بات پوچھ لیں۔حضرت خلیفہ اولؓ نے کوئی بات پوچھی تو کہنے لگے کہ وہ اس کتاب کے فلاں صفحے پر فلاں سطر میں لکھی ہے اور فی الواقعہ ایسا ہی تھا۔

حضرت خلیفہ اولؓ نے ایک دفعہ ان سے کہا کہ مجھے موقع دیں کہ میں آپ کی کیا خدمت کروں۔ کچھ سوچ کر کہنے لگے: ”دل چاہتا ہے کہ میرے لیے ایسا مکان بنا دیا جائے جس کی دیواریں کتابوں کی بنی ہوں، جس کے اندر مجھے بٹھا دیا جائے۔ پھر مجھ سے کوئی نہ پوچھے کہ روٹی کھائی ہے کہ نہیں۔ میں کتابیں پڑھتا جاؤں اور اتارتا جاؤں۔ جب رستہ بن جائے تو باہر نکل آؤں“

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ وہ بڑے غریب آدمی تھے۔بعض اوقات 7،7۔8،8وقت کا فاقہ کرتے لیکن کسی کو بتاتے نہیں تھے۔لیکن جب کھانا آتا تو وہ ایک ہی وقت میں سات سات۔آٹھ آٹھ آدمیوں کا کھانا کھا جاتے تھے۔ ان کی بیعت 1891ء کی ہے اور یکم فروری 1908ء کو وفات ہوئی۔ لاہور سے ان کا جنازہ قادیان لایا گیا مگر معتمدین بہشتی مقبرہ نے اعتراض کیا کہ ان کی وصیت نہیں ہے۔حضرت مسیح موعودؑ کو جب ان کے اس اعتراض کا علم ہوا تو حضورؑ نے فرمایا: ”ان کی وصیت کی کیا ضرورت ہے؟ یہ تو مجسم وصیت ہیں“۔ چنانچہ حضورؑ نے ان کا جنازہ پڑھایا اور جنازہ کو کندھا دیا۔ انجام آتھم میں 313صحابہ کی فہرست میں آپؓ کا نام 133 نمبر پر لکھا ہوا ہے۔

(ملخص از:لاہور تاریخ احمدیت صفحہ 85تا90مؤلفہ حضرت شیخ عبدالقادر سابق سوداگر مل)

حضرت حافظ سید علی میاںؓ

حضرت حافظ سید مختار احمد مختارؓ شاہ جہان پوری کے والد بزرگوار حضرت حافظ سید علی میاںؓ کے بارہ میں ”حیات مختار“، صفحہ 85،84 سے ایک اقتباس پیش ہے۔مکرم سید سلیم شاہجہان پوری اس کے مؤلف ہیں۔ آپؓ لکھتے ہیں:

”سید علی میاں قدرت کی ان شاہکار ہستیوں میں سے ایک تھے جو زمانہ کی سینکڑوں گردشوں کے بعد منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوتی ہیں اور اپنے محیر العقول کارناموں سے دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتی ہیں۔“

اپنے والد ماجد کی سیرت کے متعلق حافظ سید مختار میاں کا مندرجہ ذیل بیان ان کے والد کی پاکیزہ سیرت اور ان کے تبحر علمی پر روشنی ڈالنے کے لیے کافی ہے۔ ایک استفسار کے جواب میں آپ نے فرمایا:

”میرے والد بزرگوار حضرت حافظ سید علی میاں نہایت عالم عابد زاہد بزرگ تھے، جن کی زندگی سچے مسلمان کی زندگی تھی۔ ان کی نامور شخصیت کی وجہ سے بھی ہمارے خاندان کو بہت عظمت حاصل ہوئی۔ نہ صرف مسلمان بلکہ ہندو بھی آپ کی بہت عزت کرتے تھے۔“

حضرت حافظ سید مختار احمد مختار فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کو بیان کرتے سنا کہ یوپی کی طرف نظر کرو تو چوٹی کے علماء میں حضرت حافظ سید علی میاں ہیں۔انہوں نے اس بات کا بھی اظہار کیا کہ انہوں نے حافظہ کی خوبی میں حضرت والد صاحب جیسا کوئی ایک شخص بھی نہیں دیکھا۔ ایک مرتبہ والد صاحب کی املاک کے متعلق تمام رجسٹریاں اور سرکاری کاغذات کہیں گم ہو گئے۔ ان کی ہو بہو نقل انہوں نے اپنی زبانی یادداشت کی بناء پر سطر بہ سطر لکھ ڈالی اور لطف یہ کہ اگر اصل دستاویز میں کوئی لفظ کٹا ہوا تھا تو وہ نقل میں بھی کٹا ہوا تھا۔ چند دن کے بعد کاغذات بازیاب ہو گئے تو نقول کے مطابق اصل پا کر سب لوگ حیران رہ گئے۔

آپ مزید لکھتے ہیں کہ راقم الحروف کو حضرت سید علی میاںؓ کی ہمسائیگی کا شرف بھی حاصل ہوا۔ ان کو قریب سے دیکھنے، ان کی اقتدا میں نمازیں ادا کرنے اور ان کی خدمات بجالانے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ میں نے مشاہدہ کیا کہ وہ ایک نہایت سادہ منکسر المزاج، محنتی بلا کے ذہین وفہیم اور شگفتہ مزاج بزرگ تھے۔ ان کی ابتدائی تعلیم کے متعلق صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ ان کے استاد کھیل ہی کھیل میں ان کو سبق پڑھادیا کرتے تھے جو انہیں فوراً یاد ہو جاتا تھا۔ اور پھر کبھی ذہن سے محو نہیں ہوتا تھا۔ وہ جو کتاب پڑھتے تھے وہ ازبر ہو جاتی تھی۔ حافظ کی اس حیرت انگیز طاقت نے آخر وقت تک ان کا ساتھ نہ چھوڑا۔ آپ کے کسی درسگاہ میں تعلیم پانے کی کوئی شہادت راقم الحروف کو نہیں ملی لیکن یہ خیال قرین قیاس ہے کہ آپ نے عربی و فارسی کی تعلیم اپنے والد ماجد ہی سے حاصل کی ہوگی۔

حضرت سید علی میاں کے بے نظیر حافظہ کے متعلق ایک بات یہ بھی مشہور تھی کہ آپ کی ملکیت میں جو دو گاؤں تھے ان کا حساب کتاب وہ خود رکھتے تھے۔کوئی کارندہ کبھی نہ رکھا۔ ان موضعوں کے باغات کے کل درختوں بلکہ درختوں کے پھلوں تک کی تعداد آپ کے حافظہ میں محفوظ رہتی تھی۔

(ملخص از حیات مختار مؤلفہ مکرم سید سلیم شاہجہان پوری صفحہ 84تا85)

حضرت حافظ سید مختار احمد

حضرت حافظ سید مختار احمد مختار یہ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ ”موجودہ زمانہ کی لادینی یلغار سے محفوظ رہنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ امام دوراں کی کتب کا مطالعہ جاری رکھا جائے“ کیونکہ آپ کے خیال میں لادینی نظریات و افکار کے مہلک زہروں کا بہترین تریاق حضرت مسیح موعود کے بے نظیر کلام میں موجود ہے۔ آپ احمدی نوجوانوں اور خصوصاً پڑھے لکھے احمدی احباب کو مشورہ دیتے رہتے کہ ”وہ حضرت اقدس کی تمام کتب کا بالاستیعاب مطالعہ جاری رکھیں اور جن اصحاب کو کم فرصتی کا سامنا ہو تو وہ کم از کم حضرت اقدس کی یہ چار کتب تو ضرور پڑھتے رہیں، یعنی 1۔تحفہ گولڑویہ، 2۔ تذکرۃ الشہادتین، 3۔ چشمہ معرفت، 4۔ کتاب البریہ“۔ آپ فرماتے تھے کہ ”حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ان کتب میں وہ دلائل بیان فرمائے ہیں کہ متعصب سے متعصب مخالف بھی قائل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا“

حضرت حافظ سید مختار احمد مختار کے بے نظیر حافظے کے متعلق جناب سلیم شاہجہان پوری لکھتے ہیں کہ ”حضرت حافظ مختار احمد صاحب کے زمانے میں آپ کا کوئی بھی ہم عصر اس صفت میں ان کا حریف نہ بن سکا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی جملہ کتب کو آپ نے اتنی بار پڑھ کر لوگوں کو سنایا کہ حضرت اقدس کی اکثر کتابوں کے صفحات آپ کو ازبر ہو گئے تھے۔ آپ دوران گفتگو اصل کتاب سے حوالہ اس روانی، جوش اور دلنشین انداز سے پڑھتے تھے کہ حضرت اقدس کی وہ تحریر سامعین کے دلوں میں اتر جاتی اور لوگ آپ کے دلکش انداز بیان اور طرز استدلال پر عش عش کر اٹھتے۔ راقم الحروف کو اپنی زندگی کے اکثر اوقات میں ایسے دلکش اور ایمان افروز مناظر دیکھنے کا ہزاروں بار موقعہ ملا اور میں نے محض خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت حافظ صاحب کی ان مجالس سے بقدر استطاعت بھرپور استفادہ کی توفیق پائی۔ فالحمدللہ۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ دوران گفتگو کسی کتاب سے حوالہ دینے کی ضرورت پیش آنے پر مجھ سے فرماتے کہ بیٹا اندر جاؤ اور غربی جانب کی الماری کے اوپر نیچے کی طرف تیسرے خانہ میں دائیں سے بائیں طرف چلو اور پانچویں کتاب نکال لاؤ۔ اور آپ حیرت سے سنیں گے کہ یہ کتاب وہی کتاب ہوتی جو حافظ صاحب کو مطلوب تھی۔ گویا ہزاروں کتابوں کی جگہ، جو اس وسیع وعریض مکان کے ہر کمرے کی متعدد الماریوں کے درجنوں خانوں میں رکھی ہوئی تھیں، حضرت حافظ صاحب کے حافظے میں محفوظ تھی۔ اور ان کا حافظہ اس معاملے میں کبھی غلطی نہ کرتا تھا۔ پھر جس سرعت کے ساتھ کتاب آپ کے ہاتھ میں پہنچتی تھی اسی تیزی کے ساتھ آپ مطلوبہ حوالہ نکال کر حاضرین کے سامنے پیش کر دیا کرتے تھے۔ یہ معاملہ صرف سلسلے کی کتابوں تک محدود نہ تھا بلکہ غیر از جماعت مصنفین کی کتابوں کے متعلق بھی آپؓ کے حافظے کا یہی عالم تھا“

(حیات مختار صفحہ 108تا109)

1۔حضرت حافظ سید مختار احمد مختار صاحبؓ کے حافظہ کا یہ حال تھا کہ رمضان شروع ہونے والا تھا۔ کسی نے ان کے والد صاحب، حضرت حافظ سید علی میاںؓ سے پوچھا کہ اس بار شاہجہاں پور میں رمضان میں آپؓ نے تراویح کے لیے کسی حافظ قرآن کا انتظام نہیں کیا؟ آپؓ نے فرمایا: ”ہمارا تو خیال تھا کہ اس سال مختار میاں سے قرآن کریم سنیں گے۔ حضرت حافظ سید مختار احمد مختارؓ نے اسی وقت اپنی والدہ سے کہا کہ ہمیں کوئی تنگ نہ کرے، کھانا دروازہ کے سامنے خادم رکھ جایا کرے۔ آپ روزانہ ایک پارہ قرآن یاد کرتے اور شام کو نماز عشاء کے بعد سنا دیتے۔ یوں 29 دن میں سارا قرآن کریم حفظ کر کے سنا ڈالا۔ تیسواں پارہ آپؓ کو پہلے ہی یاد تھا۔

2۔حضرت حافظ سید مختار احمد مختار فرمایا کرتے تھے کہ ”ہم نے تو حضور علیہ السلام کی ساری کتب حضور کی زبان مبارک سے سنی ہیں۔ حضورؑ کا معمول تھا کہ سیر اور مجالس عرفان کے دوران اپنی تازہ تصنیفات کے مضامین کا ذکر فرماتے رہتے تھے۔ ایک بار آپؓ نے خاکسار لئیق احمد طاہر سے فرمایا کہ اگر ہم حضور کی کوئی تحریر کسی غیر احمدی ادیب کو دیں اور اسے کہیں کہ وہ اس جیسی تحریر لکھ سکتا ہے تو لکھے۔ لیکن بار بار پڑھنے کے باوجود وہ ایسی تحریر نہیں لکھ سکتا...... کچھ وقفہ کے بعد جب آپؓ نے مجھے حیران اور ششدر پایا کہ بار بار پڑھ کر بھی کوئی ادیب کیوں لکھ نہیں سکتا تو فرمایا: ”جہاں حضورؑ نے لکھا ہے کہ میرے خدا نے یہ وحی کی، یہ الہام کیا، تو وہ کیا لکھے گا۔ اس کا تو ایمان اور اعتقاد ہی یہ ہے کہ وہ خدا جو نبی پاک ﷺ سے ہمکلام ہوتا تھا اب اس نے بولنا بند کر دیا ہے اور وحی و الہام کا دروازہ بند ہو چکا ہے“

احمدیت کا بطل جلیل حضرت حافظ روشن علیؓ

سیرت و سوانح

مؤلفہ مکرم سلطان احمد صاحب سے ہمارے آج کے مضمون سے متعلق چند واقعات ہدیہ قارئین کرتا ہوں۔ آپؓ موضع نمل میں، جو گجرات پھالیہ روڈ پر گجرات سے 20 میل کے فاصلہ پر ہے، پیدا ہوئے (صفحہ 7:) 4-5 سال کی عمر میں آپؓ کے والد صاحب کی وفات کی وجہ سے آپؓ کی دکھتی ہوئی آنکھوں کی طرف توجہ نہ ہو سکی اور آپؓ کی بینائی بہت کمزور ہو گئی اور سکول کی تعلیم بھی حاصل کرنے سے محروم رہے۔ حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نے 9 سال کی عمر میں آپ کو اپنے پاس بلوالیا جہاں آپ نے 15-16سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کر لیا۔ پھر آپ قادیان بھجوائے گئے۔ بیعت کے بعد تعلیم و تربیت کے لیے حضور علیہ السلام نے آپؓ کو حضرت قاضی امیر حسین صاحبؓ کے سپرد کر دیا۔ آپؓ نے 5سال ان کی شاگردی کی۔ حضرت خلیفہ اولؓ کے ارشاد پر آپؓ نے طب کی کتاب نفیسی بھی حضرت قاضی امیر حسین صاحبؓ سے درساً درساً پڑھی۔ (صفحہ 9تا10)

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیرؓ آپؓ کو Moving Encyclopaedia of Islam کہا کرتے تھے۔ (صفحہ 19)

ایک انوکھی اور غیر معمولی بات یہ ہے کہ جس طرح لوگ قرآن کریم حفظ

کرتے ہیں آپؓ نے حفظ قرآن کے بعد اسی ترتیب سے سارے قرآن کا ترجمہ بھی یاد کیا ہوا تھا۔ آپؓ پورے پارے کی تلاوت کر کے پھر زبانی اس کا ترجمہ بھی سنایا کرتے تھے۔ 1924ء میں جب آپؓ ویمبلے کانفرنس میں تصوّف کے موضوع پر خطاب کرنے کے لیے مدعو کئے گئے اور آپؓ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہمراہ تشریف لے گئے تو اپنی غیر معمولی ذہانت اور حفظ کی عدیم المثال صلاحیت کی وجہ سے آپؓ نے دو ماہ کے قیام میں ہی اکثر انگریزی کے جملے سیکھ لیے اور انگریزی خوانوں کے مذاق کے مطابق نہایت عمدگی سے گفتگو کر لیتے تھے۔ آپؓ انگریزی کے چند الفاظ اور ہاتھ کے دو تین اشاروں کے ساتھ انگریزوں سے بے تکلف مذہبی گفتگو فرما لیا کرتے تھے۔ (صفحہ 19)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے لکھا ہے کہ ویمبلے کانفرنس میں شرکت کے لیے انگلستان جاتے ہوئے جب حضورؓ عدن میں اترے تو حضورؓ نے عربی میں ایک عرب دکاندار سے کھجوروں کا بھاؤ پوچھا۔ اس نے جو جواب دیا حضورؓ اسے سمجھ نہ سکے۔ حضورؓ یہ سمجھے کہ وہ عرب حضورؓ کی بات سمجھ نہیں سکا، لہٰذا حضورؓ نے پھر اس سے سوال کیا لیکن اس نے وہی جواب دیا۔ اسی طرح دو چار دفعہ ہوا تو حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ بے اختیار ہنسنے لگے۔ حضورؓ نے حافظ صاحبؓ سے پوچھا کہ کیوں ہنس رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ آپؓ عربی بول رہے ہیں اور وہ سمجھتا ہے کہ پنجابی بول رہے ہیں اور وہ صرف اندازہ لگا کر جواب اردو میں دے رہا ہے لیکن آپ اس کے لہجہ کی وجہ سے سمجھ رہے ہیں کہ وہ عربی بول رہا ہے لیکن ایسی خراب اردو بول رہا ہے کہ آپ اسے سمجھ نہیں سکتے حالانکہ وہ عربی نہیں اردو میں جواب دے رہا ہے۔

(کتاب ’’حافظ روشن علیؓ‘‘، صفحہ 20، الفضل 28 مارچ 1946ء، صفحہ 6)

آپؓ صفحوں کے صفحے ایک دفعہ سن کر پھر دوبارہ سنا سکتے تھے۔ ہزاروں عربی اشعار یاد تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصائد اور بعض عربی کتب کے اشعار یاد تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے عربی قصائد اور بعض عربی کتب آپؓ کو یاد تھیں۔ 1924ء میں لندن جاتے ہوئے دمشق میں حضرت مصلح موعودؓ کو تبلیغ کے لیے حضورؑ کی ایک عربی کتاب کی ضرورت پڑی۔ حضورؓ نے افسوس کا اظہار کیا کہ ہم یہ کتاب نہیں لائے۔ حضرت مولانا روشن علیؓ نے وہ کتاب زبانی حضورؓ کو سنانی شروع کر دی۔

(کتاب ’’حافظ روشن علیؓ‘‘ صفحہ 21)

ایک دفعہ کسی نے پوچھا کہ حافظ صاحب! کیا آپؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ’’اعجاز المسیح‘‘ پڑھی ہے۔ آپؓ نے فرمایا: کتاب کھولو۔ اس نے کتاب کھولی تو آپؓ نے اس کے 35 صفحات زبانی سنا دیئے۔

(کتاب ’’حافظ روشن علیؓ‘‘ صفحہ 22)

حضرت خلیفہ اولؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے تمام روحانی علوم میاں محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانیؓ) کو دے دیے ہیں اور تمام ظاہری علوم حافظ روشن علی صاحبؓ کو دے دیے ہیں۔

(کتاب ’’حافظ روشن علیؓ‘‘ صفحہ 24)

آپؓ نہ صرف اردو میں ہی تقریر کرنے کی مہارت تامہ رکھتے تھے بلکہ عربی میں بھی آپؓ ایسے زور اور روانی کے ساتھ تقریر فرما سکتے تھے۔ آپؓ نے گھنٹوں تک لمبی تقاریر عربی زبان میں کیں حضرت میر محمد اسحاق صاحب فرماتے ہیں کہ ’’شدید گرمیوں کے دنوں میں روزہ رکھ کر آپ نے 1914ء تا 1927ء کے رمضان المبارک میں سالہا سال اکیلے قرآن کریم کا مکمل درس دیا۔ آپؓ ظہر سے عصر تک باقاعدہ درس دیا کرتے تھے۔ طریق یہ تھا کہ پہلے ایک پارہ کی تلاوت کرتے، پھر بلا تامل ترجمہ بیان کرتے، پھر ضروری مطالب بیان فرماتے۔ آپؓ قرآن کریم کے قریباً سب سے زیادہ عالم تھے۔ صرف عالم ہی نہیں بلکہ نہایت متقی اور باعمل عالم تھے۔

(کتاب ’’حافظ روشن علیؓ‘‘ صفحہ 39)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب کے مطالعہ کے لیے بار بار تاکید فرمائی ہے، بلاوجہ نہیں ہے۔ مجھے ذاتی طور پر ایسے کئی دوستوں کا علم ہے جنہوں نے بڑے شوق سے بیعت کی لیکن مطالعہ کتب سے ایک گونہ بے اعتنائی برتی اور معمولی وجوہات کی بنا پر جماعت سے دور ہو گئے۔ ایک صاحب Hounslow کے رہنے والے تھے، انہوں نے بیعت کی۔ وہ حافظ قرآن تھے، قاری کہلاتے تھے، بڑے بے نفس انسان تھے۔ انہوں نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ایک کتابچہ ’’احمدیت کا پیغام‘‘ پڑھا اور بیعت کر لی۔ وہ برٹش نیشنل پاکستانی تھے۔ انہیں خاکسار نے بار بار سمجھایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کریں تا کہ احمدیت کے فیضان سے ان کے رگ و پے میں نور ایمان کی حرارت اور پائیدار تبدیلی پیدا ہو۔ لیکن ہر بار یہی جواب دیتے کہ ’’احمدیت کا پیغام‘‘ والے کتابچہ کے مطالعہ کے بعد میرا ہر سوال حل ہو گیا مجھے مزید کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا تھا کہ وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے کام لیا ہے۔

(نزول المسیح صفحہ: 403)

یہ صاحب یہ جانتے ہوئے بھی کہ ایک غیر از جماعت امام کے پیچھے احمدیوں کو نمازیں پڑھنے کی ممانعت ہے، یہ رمضان المبارک میں ریجنٹ پارک کی مسجد میں بعض اچھے قاریوں کے پیچھے نماز تراویح پڑھنے چلے جاتے تھے اور آہستہ آہستہ جماعت سے دور ہونے لگے۔ گو کہتے یہی رہے کہ میں احمدی ہوں لیکن خلافت خامسہ کی بیعت سے محروم ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

ایک صاحب اچھے شاعر تھے۔ انہوں نے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی کوئی نظم ’’کلام محمود‘‘ سے پڑھی اور بیعت کر لی۔ کئی سال تک جماعت کے ساتھ وابستہ رہے، چندے بھی دیتے رہے، ہمیشہ جماعتی میٹنگز اور سوال و جواب کی مجالس میں شریک ہوتے رہے لیکن حضور علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ سے بے اعتنائی اور بے رغبتی کا اظہار کیا۔ انہیں بھی کئی بار مطالعہ کتب کی تحریک کی گئی لیکن بے سود۔ بالآخر بتدریج دور ہوتے گئے اور نظام سلسلہ کی برکات سے محروم ہو گئے۔ اس دوری کا نتیجہ یہ ہوا کہ بچیاں مغربی ماحول کی آلودگی کا شکار ہو گئیں۔ اور پھر وہ شرم اور ندامت کی وجہ سے ہم سے کنارہ کش ہوتے ہوتے اپنی دنیا اور آخرت کو برباد کر بیٹھے۔

اس کے برعکس ایک درخشندہ مثال پیش کرتا ہوں۔ حضرت مرزا عبدالحق صاحب مرحوم امیر ضلع سرگودھا و پنجاب کم و بیش ہر سال جلسہ سالانہ یوکے میں شرکت کے لیے آتے تھے۔ خاکسار 1988ء میں کرائڈن میں تھا، پھر ساؤتھ آل میں سولہ سال تک رہا۔ کئی بار آپ سے نیاز حاصل ہوتا رہا۔ نمازوں کے بعد خوب مجلس لگتی اور آپ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی عشق انگیز یادوں سے مجلس گرما دیتے تھے۔ ایک بار مطالعہ کتب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر میں فرمانے لگے کہ میں نے حضور علیہ السلام کی جملہ کتب کا ایک ایک لفظ پڑھا ہے۔ فرماتے تھے کہ عربی کتب کا بھی ایک ایک لفظ پڑھا ہے۔ فرماتے تھے کہ عربی کتب کے معانی جاننے کے لیے میں نے کئی عربی کی لغات خریدیں اور ان عربی کی ڈکشنریوں کی مدد سے حضور علیہ السلام کی جملہ عربی کتب کا مطالعہ کیا۔

سلطان القلم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فارسی اور عربی میں الہام ہوا: ’’در کلام تو چیزے است کہ شعراء را در آں دخلے نیست۔ کَلَامٌ اُفْصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَّبٍّ کَرِیْمٍ۔

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ 62، بحوالہ تذکرہ صفحہ 508،558)

تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو دخل نہیں ہے۔ تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا ہے۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 106، بحوالہ تذکرہ صفحہ 508)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں: ’’میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔‘‘

(نزول المسیح، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 434)

اسی طرح آپ علیہ السلام نے فرمایا:

’’میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا، جو مجھے دیا گیا ہے، وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں، جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت، جو مردہ دلوں کے لیے آب حیات کا حکم رکھتی ہے، دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا زمین پر اس کو کوئی بند نہیں کر سکتا۔‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 104)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

’’وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔‘‘

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 403)

پھر آپ نے ایک جگہ یہ بھی تحریر فرمایا کہ:

’’سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں، کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 361)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں:

’’عزیزو! یہی وہ چشمہ رواں ہے کہ جو اس سے پئے گا وہ ہمیشہ کی زندگی پائے گا اور ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیشگوئی یَفِیْضُ الْمَالُ حَتّٰی لَا یَقْبَلُہٗ اَحَدٌ (ابن ماجہ) کے مطابق یہی وہ مہدی ہے جس نے حقائق و معارف کے ایسے خزانے لٹائے ہیں کہ انہیں پانے والا کبھی ناداری اور بے کسی کا منہ نہ دیکھے گا۔ یہی وہ روحانی خزائن ہیں جن کی بدولت خدا جیسے قیمتی خزانے پر اطلاع ملتی ہے اور اس کا عرفان نصیب ہوتا ہے۔ ہر قسم کی علمی اور اخلاقی، روحانی اور جسمانی شفاء اور ترقی کا زینہ آپؑ کی تحریرات ہیں۔ اس خزانے سے منہ موڑنے والا دین و دنیا، دونوں جہانوں سے محروم اٹھنے والا قرار پاتا ہے اور خدا کی بارگاہ میں متکبر شمار کیا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔‘‘

(سیرت المہدی جلد اول حصہ دوم صفحہ 365)

اللہ تعالیٰ ہمیں مطالعہ کتب اور خصوصاً کتب حضرت مسیح موعودؑ کو پڑھنے کی توفیق دے۔

منور علی شاہد۔ جرمنی

یادِ رفتگان

مکرم مولوی نذیر احمد راجوروی مرحوم

''دارالذکر'' کے حوالے سے زندہ و جاوید رہ جانے والے ناموں میں ایک نام ''مولوی نذیر احمد راجوروی'' کا بھی ہے۔ 1970,80,90 کی دھائیوں کے لاہور کے احباب ان کو نہ بھول پائیں گے کیونکہ ان تین دہائیوں میں آپ نے دارالذکر میں بطور''ناظم دفتر'' وقت گزارا اور ہر خاص و عام کی خدمت کی۔ لیکن ان کا جماعت لاہور کے مرکزی دفتر سے تعلق 1952 میں اس وقت قائم ہوا تھا جب آپ نے بطور کلرک ٹیمپل روڈ پر واقع جماعت کے دفتر میں ملازمت شروع کی۔ مختلف مضامین کی تحریروں سے پتہ چلتا ہے کہ مکرم مولوی نذیر احمد صاحب نے ابتداء میں بطور محرر اور کلرک کے کام شروع کیا جس کا اختتام ناظم دفتر سے ہوا۔ یہ دور حضرت مصلح موعود کا دور تھا۔ اس کے بعد آپ نے خلافت ثالثہ، رابعہ کے ادوار دیکھنے کے بعد خلافت خامسہ کے چند سال بھی دیکھے۔ جب آپ نے دفتر میں کام شروع کیا اس وقت لاہور کے امیر مکرم بشیر احمد صاحب تھے۔ بعد ازاں آپ نے مکرم چوہدری اسد اللہ خان صاحب اور مکرم حمید نصر اللہ خان صاحب کے ساتھ بھی کام کرنے کی توفیق پائی۔ مجموعی طور پر آپ کی خدمات کا دور چار دہائیوں سے زائد عرصہ پر محیط رہا۔ آپ کا تعلق کشمیر کے ضلع راجوروی سے تھا، لہٰذا ان کے نام کیساتھ راجوروی بھی منسوب رہا۔ ویسے وہ اسی شہر کے ایک گاؤں'' چارکوٹ'' میں پیدا ہوئے تھے یہیں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ احمدیہ قادیان میں بھی زیر تعلیم رہے۔ قیام پاکستان کے بعد مختلف مقامات کے بعد بالآخر رتن باغ لاہور سے 1960 میں مغلپورہ ان کا مسکن ٹھہرا۔ بعد ازاں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔

مولوی نذیر احمد صاحب انتہا کے منکسر المزاج سادہ انسان تھے۔ ڈسپلن کے پابند اور بہت سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ مئی 2008 میں آپ کی وفات کے بعد کے پہلے جمعہ کو دارالذکر میں خطبہ کے دوران مکرم حمید نصر اللہ خان صاحب نے مولوی صاحب کی خدمات اور اوصاف حمیدہ کا بہت تفصیل کے ساتھ ذکر کیا تھا اور نماز جنازہ غائب پڑھائی تھی۔ بطور'' ناظم دفتر دارالذکر'' آپ نے متعدد نائب امراء کے ساتھ کام کیا جن میں مکرم چوہدری فتح محمد صاحب، مکرم میجر عبد الطیف صاحب، مکرم اعجاز نصر اللہ صاحب، مکرم کرنل دلدار احمد صاحب شامل ہیں۔ ہم نے جب شعور کے میدان میں قدم رکھا اور دارالذکر آنا جانا شروع کیا تو ہمیشہ ان کو اپنے دفتر میں بھرپور توجہ سے کام کرتے ہوئے پایا۔ مولوی نذیر احمد صاحب گونا گوں صفات کے مالک تھے۔ دفتر میں آنے والے کی بات کو بہت تحمل سے سنتے اور پھر دھیمے انداز اور آواز میں جواب دیتے۔ یہی رویہ ٹیلی فون کالز پر بھی ہوتا تھا۔ دفتر میں کام کے دوران وقت کو جماعت کی امانت سمجھتے اور ہر وقت لکھنے میں مصروف رہتے تھے۔ اہم خطوط اور معاملات پر گہری نگاہ رکھتے اور ختم ہونے تک کارروائی جاری رکھتے تھے۔ خدام الاحمدیہ کے کام کے دوران یہی مشاہدہ رہا کہ کسی امور پر جواب نہ ملنے تک ان کی طرف سے یاد دہانیوں کے خطوط کی آمد کا سلسلہ جاری رہتا۔ اس وقت کمپیوٹر سسٹم نہیں تھا بلکہ ہاتھوں سے لکھنا ہوتا تھا۔ کاربن پیپر رکھ کر دوسری کاپی تیار کرنی ہوتی تھی، لہذا جب بھی ان کے دفتر میں گیا انہیں لکھتے ہی پایا۔ سینکڑوں خطوں کے جوابات دینے ہوتے تھے جن میں مرکزی خطوط بھی شامل تھے، اسی طرح صدران جماعتوں اور مقامی احمدیوں کے خطوط کے جوابات بھی لکھنے اور پھر نائب امراء اور امیر صاحب کے دستخطوں کے بعد ان کو ان کی منزل کی طرف بھیج دیا جاتا۔ فائلیں بھری ہوتی دیکھیں ان کے لکھے خطوط کی۔ ٹیلی فونوں کو اٹینڈ کرنا اور ان کے جوابات دینا بھی ان کے فرائض میں شامل تھا اور کام کی زیادتی کے باوجود ان کی گفتگو اور لہجہ ہمیشہ نرم اور بادب رہا۔ سردی، گرمی بارش، ہر موسم میں آپ سائیکل کے ذریعے مغلپورہ سے بروقت دارالذکر پہنچ کر اپنا کام شروع کر دیتے تھے۔ روزنامہ الفضل اور قومی اخبار ان کے ساتھ گھر سے آتا جو پھر دفتر میں آنے جانے ان کو پڑھتے رہتے۔ ان کے ساتھ کام کرنے والے پرانے دفتری کارکنوں میں مکرم انوار الحق صاحب، مکرم محمد دین صاحب، مکرم محمد حفیظ صاحب اور مکرم بابا صدیق صاحب شامل ہیں۔ بابا صدیق صاحب دفتر کی رونق تھے جو اپنے کام اور گفتگو سے سبھی کا دل لبھاتے رہتے تھے۔ لاہور کے رہنے والے پرانے لوگ سبھی مکرم مولوی نذیر صاحب کے نام سے بخوبی واقف تھے۔ ''بطور ناظم دفتر جماعت'' آپ نے تینوں امراء اور احباب جماعت لاہور کے درمیان رابطے کی ذمہ داری کو احسن طریق سے نبھایا۔ اسی طرح دارالذکر میں مربی ہاؤس کے قیام سے پہلے اور بعد میں سلسلہ کے ان واقفین زندگی کیساتھ بھی آپ کا تعلق خوشگوار اور احترام و عقیدت والا رہا۔ ربوہ شوریٰ کے اجلاسات میں باقاعدگی سے شرکت کرتے رہے، اسی طرح قادیان کے جلسوں میں شرکت کرتے رہے، اپنے وطن کشمیر سے ان کی محبت والہانہ تھی۔ اکثر وہاں کی یادوں کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔ احباب کی تربیت کا بہت خیال رکھتے تھے۔

میرا مکرم مولوی نذیر احمد صاحب سے پہلا رابطہ اس وقت ہوا جب ان کا دفتر اوپر بالائی منزل پر تھا کچن کے بالمقابل اور ان کے ساتھ ہی مکرم چوہدری فتح محمد صاحب نائب امیر کا کمرہ ہوا کرتا تھا، میں ٹیلی فون کرنے ان کے کمرہ میں جایا کرتا تھا۔ یہ 1980 کی دہائی کی بات ہے۔ خدام الاحمدیہ ضلع کا جب تک اپنا ٹیلیفون نہیں لگا، اس وقت تک میں انہی کے دفتر میں بیٹھ کر قائدین و ناظمین کو فون کیا کرتا۔ اسی دوران وہ اپنے خطوط لکھنے میں مصروف رہتے، لیکن اکثر یوں بھی ہوتا کہ مجھے کہتے کہ کچھ وقفہ بھی دیدیا کریں تاکہ کسی کا فون بھی آجائے اور یہ مسلسل مصروف نہ ہو۔ یہ اچھی بات تھی جو پھر ہمیشہ پیش نظر رہی۔ پھر ان کا دفتر نیچے چلا گیا تو بھی چند سال ایسا ہی سلسلہ چلا، ٹیلی فون کرنے کا۔ جب خدام الاحمدیہ کے اپنے دفتر میں فون لگ گیا تو سلسلہ منقطع ہوا لیکن آپ نے کافی عرصہ خدام الاحمدیہ کے ساتھ مثالی تعاون کیا۔ میرے فون کرنے کے دوران کبھی کبھار وہ کاغذ پنسل چھوڑ کر میرے ساتھ پرانی باتیں بھی کرتے، بس بظاہر وہ کچھ وقفہ کرتے اور پھر لکھنا شروع کر دیتے۔ کم و بیش پندرہ سال اسی دفتر کے ذریعے میرا ان سے بہت تعلق رہا۔ پھر جب میری رہائش تبدیل ہوئی تو میں انکی جماعت مغلپورہ کا ممبر بن گیا اور وہ صدر جماعت تھے۔ اور یوں ان کی صدارت میں ان کی شخصیت کو اور قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ مولوی نذیر صاحب کے اندر انتظامی صلاحیت بھی خوب تھی۔ انہوں نے دارالذکر میں کام کی زیادتی کے باوجود دیگر ذمہ داریوں کو حسن طریق سے سنبھال رکھا تھا۔ اپنے ہم عصروں

اور ہم عمروں میں بہت مقبول تھے۔ جب کبھی پانچ، چھ ان کے ہم عصر ان کے دفتر میں اکھٹے ہوجاتے تو خوب سماں بندھ جاتا تھا۔ مکرم صدیق شاکر صاحب، ٹھیکیدار محمد شریف صاحب، مکرم شیخ مبارک محمود پانی پتی صاحب، مکرم عبد القیوم ناگی صاحب، مکرم میاں محمد یحیی صاحب، مکرم عبد المالک صاحب وغیرہ شامل ہیں، مکرم عبد المالک صاحب ان کے پڑوسی بھی تھے۔ جماعتی بڑے جلسوں کے موقع پر جماعت کی ضیافتی ٹیم کیساتھ بھی بہت محبت کا تعلق رہا اور کھانوں کی پکوائی کے دوران ہنسی مذاق کرتے۔ خاکسار کی دعوت ولیمہ (جنوری1991) میں بھی شرکت کی اور یوں میری حوصلہ افزائی کی۔ صبح سے شام تک دارالذکر میں مصروف رہنے کے بعد مغلپورہ گھر پہنچ کے مقامی صدر اور گھریلو ذمہ داریاں نبھاتے۔ بطور صدر جماعت مغلپورہ گریفن کی گراؤنڈ میں سالہاسال نمازوں کا اہتمام آپ کی نگرانی میں ہوتا اور آپ عیدین کے خطبے دیتے رہے، یوں سال ہا سال تک آپ کی امامت میں عیدین کی نمازیں پڑھنے کی توفیق ملی۔۔ صدر بننے سے پہلے مغلپورہ میں بطور جنرل سیکرٹری مغلپورہ بھی خدمت کی توفیق پائی۔ علاوہ ازیں آپ مغلپورہ میں زعیم اعلیٰ انصار اللہ مغلپورہ کے کام کرنے کی توفیق ملی۔ مغلپورہ میں خدام الاحمدیہ کے دور میں بطور قائد مجلس بھی کام کیا۔ یوں ابتداء ہی سے وفات تک ذیلی تنظیموں اور جماعت کے ساتھ گہری وابستگی رہی اور خلافت کیساتھ وفا اور اخلاص کا تعلق رہا۔ امیر صاحب لاہور کی مجلس عاملہ میں بطور سیکرٹری رشتہ ناطہ بھی کام کیا۔ زندگی کے آخری سالوں میں بوجہ دل کی تکلیف بیماری گھر پر صاحب فراش رہے، علاج بھی ہوتا رہا۔ وفات والے دن 6 مئی کو بھی نماز تہجد اور فجر ادا کی۔ خاندان کے ذرائع کے مطابق وفات والے دن صبح پوچھا کہ حضرت صاحب لندن واپس آگئے ہیں؟ ہاں میں جواب ملنے پر خاموش ہوگئے۔ اسی دن صبح دس بجے کے قریب طبیعت خراب ہونے پر سروسز ہسپتال لے جایا گیا لیکن شدید ہارٹ اٹیک کی وجہ سے مولیٰ کے حضور حاضر ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ روزنامہ الفضل ربوہ میں مکرم مولوی نذیر احمد صاحب راجوروی کی وفات کی خبر شائع ہوئی جس کے مطابق جماعت احمدیہ کے دیرینہ خادم مکرم مولوی نذیر احمد صاحب ناظم دفتر دارالذکر لاہور مورخہ 6 مئی 2008 کو لاہور میں قضائے الٰہی سے وفات پاگئے۔ بعد نماز مغرب مغلپورہ میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ سات مئی کو بعد نماز فجر بیت المبارک میں مکرم راجہ نصیر احمد صاحب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ نے نماز جنازہ پڑہائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد آپ ہی نے دعا کرائی۔ مرحومین نے لواحقین میں بیوہ کے علاوہ 9 بیٹیاں اور 2 بیٹے چھوڑے۔ تمام اولاد شادی شدہ ہے۔ مرحوم نے ناظم دفتر دارالذکر کے علاوہ مختلف وقتوں میں صدر حلقہ مغلپورہ، زعیم اعلیٰ انصار اللہ، جنرل سیکرٹری اور سیکرٹری رشتہ ناطہ کے طور پر خدمات انجام دیں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 12 مئی 2008 صفحہ 2)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: مبارک احمد منیر۔ نمائندہ الفضل برکینا فاسو

نیشنل اجتماع لجنہ اماء اللہ برکینا فاسو

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لجنہ اماء اللہ برکینا فاسو کو 31 دسمبر تا 2 جنوری اپنا 14واں اجتماع دارالحکومت واگہ ڈوگو میں جماعت احمدیہ کی زمین بستان مہدی میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ برکینا فاسو میں کچھ عرصہ سے جہادی تنظیموں کی کاروائیوں کی وجہ سے حالات کافی خراب ہیں کچھ ریجنز میں جہادی تنظیموں کا زور بہت ہوتا جارہا ہے۔جس کی وجہ سے جماعت احمدیہ کے پروگرام منعقد کرنے میں بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن پھر بھی ان نامساعد حالات میں جماعت اپنی طاقت کے مطابق تبلیغی اور تربیتی پروگرام جاری کیے ہوئے ہے۔

اجتماع سے پہلے نیشنل عاملہ لجنہ کی چار میٹنگز کی گئیں جس میں پروگرام ترتیب دیئے گئے نیز وِدراگو فوزیہ صاحبہ صدر لجنہ برکینا فاسو نے مختلف ریجنز کے دورے کر کے خواتین کو اجتماع کے لیے تیار کیا۔اس سال اجتماع کا عنوان ’’محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں‘‘ رکھا گیا تھا۔

31 دسمبر 2021

پہلے دن آغاز نماز تہجد سے کیا گیا فجر کی نماز کے بعد درس دیا گیا۔بعد ازاں ناشتہ پیش کیا گیا۔

شوریٰ

اجتماع کے پہلے دن صبح 8 بجے لجنہ کی چوتھی شوریٰ کا انعقاد بھی کیا گیا تھا۔چنانچہ شوریٰ میں دو تجاویز زیر بحث آئیں ان کے عناوین مندرجہ ذیل ہیں۔

(1)وہ کونسی حکمت عملی اپنائی جائے جس سے لجنہ اور ناصرات اپنے پاؤں پر کھڑی ہوسکیں۔

(2)سوشل میڈیا کے بد اثرات سے اپنی نئی نسل کو کیسے بچایا جاسکتا ہے۔

دوپہر کھانا پیش کیا گیا اور ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

العزیز کا خطبہ جمعہ فرینچ زبان میں سنایا گیا۔ دوپہر دو بجے نماز جمعہ اور عصر ادا کی گئیں۔

بقیہ صفحہ 4 پر

چھوٹی مگر سبق آموز بات

خاکسار کل اپنی بہن کے ساتھ اس کی ایک واقف جرمن خاتون جن کی عمر لگ بھگ اسی برس کے قریب ہو گی، سے کسی بات کی معلومات حاصل کرنے کے لئے گئی۔ دروازہ پر ہی اس نے حال چال پوچھااور صحت و سلامتی کی دعا دی اور بہت شکر گزاری سے کہنے لگیں کہ اس عمر میں اس سے زیادہ اور کیا چاہیے۔یعنی صحت و سلامتی کے علاوہ، پھر ہم نے اسکی ساتھ والی ہمسائی کا جس کا پچھلے ماہ انتقال ہوگیا تھا تعزیت کی۔ جرمن خاتون بڑی محبت لیکن تاسف سے کہنے لگیں کی ہم دونوں ساٹھ (60)سال سے ہمسائیاں تھیں۔ روزانہ صبح ایک دوسرے کا چہرہ دیکھ لیتی تھیں۔سلام دعا ہوجاتی تھی۔ اس کی اس بات کا میرے پہ بہت ہی خوشگوار اثر ہوا۔ اسلام نے ہمسایوں کے بہت حقوق رکھے ہیں۔ اللہ کرے ہم بھی انکا خیال رکھنے والے ہوں، آمین۔

(مبارکہ شاہین، جرمنی)

طلوع وغروب آفتاب

11فروری2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:36	18:16
مدینہ منورہ	05:39	18:14
قادیان	05:52	18:12
ربوہ	05:32	17:52
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:54	17:12

فقہی کارنر

سوال۔ کیا میت کو صدقہ خیرات اور قرآن شریف کا پڑھنا پہنچ سکتا ہے؟

جواب۔میت کو صدقہ خیرات جو اس کی خاطر دیا جاوے پہنچ جاتا ہے لیکن قرآن شریف کا پڑھ کر پہنچانا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے ثابت نہیں ہے۔ اس کی بجائے دعا ہے جو میت کے حق میں کرنی چاہئے۔میت کے حق میں صدقہ خیرات اور دعا کا کرنا ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کی سنت سے ثابت ہے لیکن صدقہ بھی وہ بہتر ہے جو انسان اپنے ہاتھ سے دے جائے کیونکہ اس کے ذریعہ سے انسان اپنے ایمان پر مہر لگاتا ہے۔

(بدر 19 جنوری 1906ء صفحہ 6)

(داؤد احمد عابد۔مربی سلسلہ برطانیہ)